162

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ (القرآن)

مُحدِّث

مدیر: حافظ عبدالرحمن مدنی

مجلس التحقیق الاسلامی

www.KitaboSunnat.com

ملتِ اسلامیہ کا علمی اور اصلاحی مجلہ

ماہنامہ
مُحدّث
لاہور

مدیر اعلیٰ
حافظ عبدالرحمن مدنی

مدیر معاون
اکرام اللہ ساجد

جلد ۱۸	جمادی الآخرۃ ۱۴۰۸ھ مطابق فروری ۱۹۸۸ء	عدد ۶

فہرست مضامین

فکر و نظر :

۱۔ توہینِ خدا، توہینِ رسولؐ، توہینِ انبیاءؑ، توہینِ قرآن، توہینِ اسلام اور توہینِ صحابہؓ کا نوٹس کون لے گا؟ — اکرام اللہ ساجد — ۲

دارالافتاء :

۲۔ شوہر کی وفات کے بعد بیوی کا میت کو دیکھنا — مولانا سعید مجتبیٰ السعیدی — ۱۲

مقالات :

۳۔ فقاہتِ ابی ہریرۃؓ — حضرت مولانا محمد رفیق اثری — ۱۶

۴۔ مقامِ عثمانؓ پر شیعہ سنی اتحاد — مولانا عبدالرحمٰن عزیز الہ آبادی — ۳۱

تحقیق و تنقید :

۵۔ "حقیقتِ محمدیہ" اور "نورِ محمدیؐ" کی حقیقت — جناب غازی عزیر — ۴۲

۶۔ معراج النبیؐ پر منکرینِ معجزات کے اعتراضات کا جائزہ — مولانا عبدالرحمٰن کیلانی — ۵۴

مُحدّث کتاب و سنت کی روشنی میں آزادانہ بحث و تحقیق کا حامی ہے۔ ادارہ کا مضمون نگار حضرات سے کلی اتفاق ضروری نہیں!

ناشر: حافظ عبدالرحمٰن مدنی   طابع: چودھری رشید احمد   مطبع: مکتبہ جدید پریس، ۴۔ شارع فاطمہ جناح، لاہور

دفتر رابطہ: ۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور ۱۴   زرِ سالانہ: ۵۰ روپے   فی مجلہ: ۵/ روپے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فکر و نظر

توہینِ خدا، توہینِ رسولؐ، توہینِ انبیاءؑ،

توہینِ قرآن، توہینِ اسلام اور توہینِ صحابہؓ

کا نوٹس کون لے گا؟

یہ ہینڈبل کراچی میں تیار ہوا، لیکن لاہور میں بھی تقسیم ہوا۔ اور ہاتھوں ہاتھ ادارہ محدث تک بھی پہنچا ___ یوں اغلب گمان یہی ہے کہ ملکِ عزیز کے تقریباً تمام بڑے بڑے شہروں میں ضرور بانٹا گیا ہوگا ___ جس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ اس کے آخر میں "شرعی ذمہ داری" کے عنوان کے تحت لکھا گیا ہے:

"ملّتِ جعفریہ کے تمام شیعانِ علیؓ کے مومنین و مومنات (جذبۂ امامیہ سے سرشار) پر فرض ہے کہ وہ اس دعوتِ مبین کی تشہیر و تبلیغ بذریعہ فوٹو کاپی / طباعت (چھپوا کر) یا خود پڑھ کر کریں اور ثواب حاصل کریں!"

چنانچہ ادارہ محدث کو ایک نہیں، بلکہ ایک ہی مضمون کی دو مختلف قسم کی فوٹو کاپیاں ملیں، جن میں سے ایک کا عکس شمارہ زیرِ نظر کے صفحہ ۱۰-۱۱ پر دیکھا جا سکتا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ وہ کون سی شریعت ہے، جس کے حوالے سے ___ اور وہ کون سا ایمان ہے جس کی رو سے "مومنین و مومنات" کی یہ "ذمہ داری" قرار دی گئی ہے کہ وہ اس "دعوتِ مبین" کو دوسروں تک پہنچائیں؟ ___ کیونکہ شریعت تو کتاب و سنت ہیں۔ اور ایمان نام ہے، اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں، اس کی کتابوں (بالخصوص قرآنِ مجید!) اس کے فرشتوں، اس کی تقدیر اور یومِ آخرت پر یقین رکھنے کا! ___ جبکہ اس ہینڈبل میں ان سب کے بارے میں فکرِ آخرت سے یکسر بے نیاز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان عقائد کا اظہار کیا گیا ہے کہ بلاشبہ جن کا حامل مسلمان بھی نہیں کہلا سکتا، کجا یہ کہ وہ "مومن" ہو اور "ثواب" کی امید بھی رکھے ـــــ طرفہ یہ کہ اس ہینڈبل کے ترتیب دینے والوں نے اپنی ہی ایک شاخ، اور اپنے ہی ایسے اوٹ پٹانگ عقائد رکھنے والے شیعہ امامی اسماعیلیوں کو بھی معاف نہیں کیا ـــــ چنانچہ نہ صرف انہیں دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہوئے فقہ جعفریہ کے سیاہ جھنڈے تلے جمع ہونے کی دعوت دی گئی ہے، بلکہ اس ہینڈبل کی تیاری کا محرک بھی یہی جذبہ ہے ـــــ تفصیل اس اجمال کی ہدیۂ قارئین ہے۔

اس ہینڈبل کے صفحہ اول کے بالائی حصے میں پرنس آغا خان کی تصویر کے ساتھ "آغا خانی مذہبی عبادات کا پیغام" درج ہے ـــــ تحریر انتہائی باریک ہے، اور فوٹو کاپی بھی صاف نہ ہونے کی وجہ سے حروف ٹوٹ پھوٹ گئے ہیں ـــــ بہرحال جو چند نکات سمجھ میں آسکے، درج ذیل ہیں:

- ہمارا (آغا خانیوں کا) سلام: "یا علی مدد" اور جوابِ سلام: "مولا علی مدد" ہے۔
- کلمہ: اشهد ان لا اله الا الله وان محمد رسول الله واشهد ان علی الله" ہے۔

  یعنی "میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی الٰہ نہیں مگر اللہ، میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علی، اللہ ہیں!"
- وضو کی ہمیں ضرورت نہیں، ہمارے دل کا وضو ہوتا ہے۔
- پانچ وقت نماز کے بدلے تین وقت کی نماز جماعت خانے میں!
- قبلہ رخ ہونے کی ضرورت نہیں، ہر سمت رخ کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ دعا میں حاضر امام کا تصور لانا بہت ضروری ہے۔
- زمین پر خدا کا روپ صرف حاضر امام ہے۔
- مسلمانوں کے پاس خالی کتاب ہے، ہمارے پاس بولتا قرآن یعنی حاضر امام موجود ہے[1]
- روزہ فرض نہیں، البتہ سال بھر میں مہینے کا چاند جب بھی جمعہ کے روز کا ہوگا، اس دن ہم روزہ رکھ لیتے ہیں ـــــ وغیرہ وغیرہ!

---

[1] الفاظ واضح طور پر یہ بتلا رہے ہیں کہ یہ لوگ اپنے تئیں مسلمانوں سے الگ سمجھتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

● تمام آغاخانیوں کے لیے خاص حکم : آغاخان حاضر امام کی تصویر فریم کرا کے اپنے اپنے گھر میں، دکان میں، دفتر میں یعنی ہر ہر جگہ پر لٹکائیں اور رات کے وقت اپنے گھروں میں سرخ بلب کی روشنی جلایا کریں۔ بہت بہت برکت ہوگی، نیکی ملتی رہے گی، نظر بد سے بچے رہو گے اور آپ لوگوں کے آغاخانی ہونے کی پہچان بھی ہو گی، جس سے مسلمانوں کے دلوں پر آپ کی دھاک و دبدبہ قائم ہو گا۔[۱]

● ہم شیعہ امامی اسماعیلی اپنے انچاسویں امام کی انچاسویں ولادتِ مبارک کے موقع پر تمام شیعہ اثنا عشری (فقہ جعفریہ) کے مومنین و مومنات کو پُرخلوص دعوت دیتے ہیں کہ آپ تمام حضرات ہمارے مذکورہ بالا پاک سچے اور برحق مذہب شیعہ امامی اسماعیلی میں پورے کے پورے داخل ہو جائیں اور ہمارے حاضر امام کے ہرے اور لال لکیر والے جھنڈے تلے متحد ہو جائیں۔ کیونکہ اہلِ بیت ہونے کے ناطے ہمارا اور آپ کا نظریہ " امامِ معصوم " ایک ہی ہے۔

ہینڈبل میں اس کے بعد، آغاخانیوں کے مذکورہ عقائد کے حوالے سے یہ فتویٰ طلب کیا گیا ہے کہ کیا آغاخانیوں کی یہ " نورانی دعوت " قبول کر لی جاتی ہے؟ ــــــ پھر اسی صفحہ کے نچلے حصے سے اس استفتاء کا جواب شروع ہوتا ہے جو دوسرے صفحہ کے آخر تک چلا گیا ہے ــــــ فتویٰ پوچھنے والا کون ہے؟ جواب دینے والے کون ہیں؟ اور جواب کیا ہے؟ یہ تمام مندرجات ہینڈبل میں واضح ہیں ــــــ البتہ جوابِ فتویٰ کے ضمن میں " فقہ جعفریہ کے (جو) ارکانِ دین، اصولِ دین، اور فروعِ دین " درج ہیں، ان کے پڑھنے میں دقت پیش آسکتی ہے۔ کیونکہ محدث کے سائز پر اس ہینڈبل کا عکس لانے میں یہ الفاظ مزید باریک ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اس کے چیدہ چیدہ نکات ہم یہاں درج کرتے ہیں :

ابتدائیہ :

امام معصوم ؑ کے نام سے ابتداء کی جاتی ہے۔

---

[۱] یہ الفاظ بھی قابلِ غور ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمہ :

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ ووصی رسول اللہ وخلیفۃ بلا فصل۔

اصولِ دین :

- توحید • عدل • نبوت • امامت

امامت :

- امام معصوم ہے، نبی کی طرح امام پر فرشتے آتے ہیں اور فرشتے احکام لاتے ہیں۔
- صفت کے حساب سے تمام امام نبی محمد صلعم کے برابر ہیں۔ اور تمام امام سابقہ تمام انبیاء ورسل سے افضل ہیں۔
- قیامت سے قبل (امام کی) رجعت ہوگی۔ جس میں امام مہدیؑ تمام صحابی وناصبی (سنیوں) سے بدلہ لیں گے۔ وہ اپنے تمام فیصلے شریعتِ داؤدی کے مطابق کریں گے۔

فروعِ دین :

- نماز کوئی فرض نہیں ہے (واجب ہے)
- انفرادی نماز کا ثواب نماز با جماعت سے زیادہ ہوتا ہے۔
- روزہ (واجب ہے)
- حج (واجب ہے)
- وقوف مزدلفہ (واجب ہے)
- زکوٰۃ (واجب ہے) ـــــ غیر شیعوں کو دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ صرف شیعہ کو دینے سے ادا ہوگی ـــــ کیونکہ :
- صرف شیعہ (مومنین ومومنات) ہی پاک ہیں۔ باقی سب ناپاک نجس۔
- جہاد امام غائب ہونے کی بناء پر معطل ہے۔
- تولاّ : اہلِ بیت سے دوستی اور ان کے شیعوں سے دوستی رکھنا۔
- تبرّا : اہلِ بیت کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا اور ان کے دشمنوں کے جو دوست ہیں ان سے بھی دشمنی رکھنا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول عقائد ملّت جعفریہ :

- بداء : صرف امامت کی تقسیم کے معاملے میں اللہ سے بھول چوک ہو جانا۔
- قرآن : پورا قرآن اماموں کے بغیر کسی نے جمع نہیں کیا۔ جو کہے کہ پورا قرآن اس کے پاس ہے، وہ جھوٹا ہے۔
- موجودہ قرآن کا نسخہ مشکوک ہے۔ سارا قرآن امام علیؑ کے پاس تھا، جواب غائب امام مہدیؑ کے پاس ہے۔
- غم حسینؑ میں رونا گناہوں کے بخشوانے کا باعث ہے۔
- کتمان : دین کو چھپانا ـــــ دین کو چھپاؤ اور جو ہمارے دین کو چھپائے گا، خدا اسے سرفراز کرے گا۔ اور جو دین کو ظاہر کرے گا، خدا اس کو ذلیل و رسوا کرے گا۔
- ـــــ لیکن ہم نے اب کیوں ظاہر کیا؟ وہ اس لیے کہ ہم سے وضاحت طلب کی گئی ہے اور اب جواب دینا ہی ہمارا فرض بنتا ہے۔
- تقیہ : اصل بات دل میں چھپا کر زبان سے کچھ اور ظاہر کرنا۔
- تبرّا : شیعہ مذہب اور فقہ جعفریہ کا یہ اہم ترین جزو ہے۔ یعنی غیر شیعوں سے اظہارِ نفرت کرنا، خواہ وہ کوئی بھی ہوں، چاہے صحابیؓ تک بھی۔
- فلاں، فلاں اور فلاں / اول، ثانی، ثالث ـــــ یہ خاص الفاظ ہیں اور ہر شیعہ کو ان کے معنی و مطلب کا اچھی طرح علم ہے، اس لیے وضاحت کی ضرورت نہیں۔
- نجس اور پلید : ہم تو تمام قادیانیوں کے برابر سمجھتے ہیں، بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث کو۔ کیونکہ یہ سب نجس اور پلید ہیں، جبکہ شیعہ ہمیشہ پاک ہوتا ہے۔
- تمتع : (متعہ) کسی شیعہ مومن اور مومنہ کا کچھ رقم یا کسی اور شے کے معاوضہ پر کچھ وقت یا زیادہ وقت پر خفیہ خاص جنسی تعلق قائم کرنا عین ثواب ہے۔
- متعہ کی دو قسمیں ہیں :

۱۔ انفرادی متعہ : کنوارا یا غیر کنوارا مومن، کسی کنواری یا غیر شوہر والی (مطلقہ یا متنازعہ) مومنہ سے جب چاہے معاملہ کرے، انفرادی طور پر متعہ کر کے ثواب کما سکتا ہے۔

۲۔ اجتماعی متعہ : کنوارے مومنین یا غیر کنوارے مومنین، صرف بانجھ مومنہ سے جب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیں معاملہ کرکے کچھ وقت یا زیادہ وقت کے لیے اجتماعی متعہ کرسکتے ہیں۔ یہ اجتماعی ثواب کا باعث ہوگا۔

۱ اس لکھے ہوئے کی صحت میں کوئی شک نہیں ـــــــ وما علینا الا البلاغ

(دستخط وفاق علماء شیعہ پاکستان)

ـــــــ پھر ہینڈبل میں ملّتِ جعفریہ کا یہ مطالبہ درج ہے کہ:

"فقہ جعفریہ نافذ کرو!"

جبکہ اس کے بعد دوبارہ تاکیداً لکھا گیا ہے:

"اس تمام تحریر پر شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی گئی۔ کیونکہ تمام حوالے فقہ جعفریہ کی مستند کتابوں کے درج کئے جارہے ہیں۔ تاکہ ملّتِ جعفریہ میں کوئی فقہی اختلاف رونما نہ ہونے پائے!"

نقلِ کفر، کفر نہ باشد! شیعہ عقائد ہم نے دل پر جبر کرکے نقل کردیئے ہیں ـــــــ یہ لوگ اس ملک میں قرآن و سنّت کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں، تو یہ بھی "تقیہ" کا کمال ہے کہ جس کی تعریف اوپر ذکر ہوچکی۔ یعنی "اصل بات دل میں چھپا کر زبان سے کچھ اور ظاہر کرنا!" ـــــــ اسلام کی نظر میں اگرچہ یہ منافقت و دھوکا بازی کا دوسرا نام ہے، تاہم شیعہ کے یہ بنیادی عقائد میں سے ایک ہے۔ چنانچہ ان کانفرنسوں کے انعقاد کے باوجود حقیقتِ حال یہ ہے کہ سنّت تو ان کے ہاں بار ہی نہ پا سکی۔ کیونکہ سنّت جن مقدس ہستیوں (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے ذریعے ہم تک پہنچی، ان کے نزدیک نہ صرف معاذ اللہ وہ مومن نہیں، بلکہ ان کو گالیاں دینا ان کے مذہب کا اہم ترین جزو ہے ـــــــ رہا قرآن، تو وہ ان کے ہاں ویسے ہی مشکوک ہے۔ اور جو یہ دعویٰ کرے کہ اس کے پاس پورا قرآن موجود ہے وہ جھوٹا ہے ـــــــ اندریں صورتِ حال مذکورہ شیعہ عقائد کی تردید کتاب و سنّت کی روشنی میں کرنا عبث ہی ہوگا، کہ جب وہ کتاب و سنّت کو مانتے ہی نہیں تو انہیں ان سے مطلب؟ ـــــــ اسی لیے انہوں نے فقہ جعفریہ کے نفاذ کا مطالبہ کیا ہے! ـــــــ اور قطع نظر اس سے کہ فقہ، فہم شریعت کا دوسرا نام ہے اور ارکانِ دین و اصولِ دین متعین کرنا کسی فقہ کا دائرۂ کار ہی نہیں، بلکہ یہ تصور بھی انتہائی مضحکہ خیز ہے ـــــــ تاہم "فقہ جعفریہ کے ارکانِ دین"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصولِ دین اور فروعِ دین" جو انہوں نے گنوائے ہیں، دینِ اسلام کے ساتھ انہیں کوئی واسطہ ہی نہیں۔ اور ان میں اور مسلمانوں کے مسلمہ عقائد میں کوئی بھی قدرِ مشترک نظر نہیں آتی ـــــ مزید برآں سنی مسلمانوں کو انہوں نے قادیانیوں کے برابر، نیز نجس و پلید قرار دیا ہے، حتیٰ کہ آغا خانیوں کی "نورانی دعوت" کو اس جرم کی پاداش میں رد کر دینا تمام شیعانِ علی پر لازم قرار دیا ہے کہ ان کے "حاضر امام المعروف آغا خان" نے سنی امام کے پیچھے نماز پڑھی ہے، لہٰذا معصومیتِ امام کا درجہ کھو بیٹھا ہے ـــــ تو کیا یہی ہے "شیعہ سنی بھائی بھائی" کے نعرہ کی حقیقت؟

شیعہ کے یہ وہی عقائد ہیں کہ ہر سال محرم الحرام میں جن کے عملی مظاہر سامنے آتے ہیں تو پورا ملک فتنہ و فساد کی لپیٹ میں آجاتا ہے ـــــ چنانچہ جب اللہ رب العزت کی شان میں یہ گستاخی ہو کہ اس سے بھول چوک بھی ہو سکتی ہے، سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رتبہ کو نہ صرف اماموں کے ہم پلہ قرار دیا جائے، بلکہ آپؐ کا رسول ہونا بھی معاذ اللہ، رب العالمین کی اسی بھول چوک کا نتیجہ ہو۔ اور یوں جبریلِ امین علیہ السلام بھی اس غلطی کے بار بار مرتکب ہوتے رہے رہوں ـــــ پھر تمام انبیاء ورسل (علیہم الصلوٰۃ والسلام) سے ان ائمہ کو افضل قرار دیا جائے ـــــ قرآنِ مجید کو مشکوک تبلایا جائے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، حتیٰ کہ امہات المومنین رضی اللہ عنہن تک بھی زبانِ طعن دراز کی جائے، بناتِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سے صرف ایک کو چھوڑ کر باقی تین کے اولادِ رسولؐ ہونے سے ہی انکار کر دیا جائے اور خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم، جن میں سے ایک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوہری دامادی کا شرف حاصل ہے اور باقی دو خُسرِ رسولؐ ہونے کا، ان پر سب وشتم کے لیے "اول، ثانی، ثالث" اور "فلاں، فلاں، فلاں" کی تقیہ اصطلاحات وضع کر لی جائیں ـــــ ارکانِ اسلام کی نہ صرف نفی کی جائے بلکہ کلمہ تک تبدیل کر لیا جائے ـــــ پھر زنا ایسی صریح بے حیائی کو عین ثواب قرار دیا جائے، تو کون مسلمان ہوگا جو سراپا احتجاج نہ بن جائے گا؟ ـــــ چاہیئے تو یہ تھا کہ اس فتنہ کی جڑ کا قلع قمع کیا جاتا، لیکن ہوتا یہ ہے کہ سنی علماء جب ان ہرزہ سرائیوں کا تحریری نوٹس لیتے ہیں تو یہ تحریریں ضبط کر لی جاتی ہیں ـــــ اور اگر وہ میدانِ تقریر کا سہارا لیں تو ان کے خلاف مقدمات قائم کیے جاتے، ان کی زبانوں پر تالے ڈال دیئے جاتے اور انہیں جیلوں میں ٹھونس دیا جاتا ہے ـــــ جبکہ اس کے بالکل برعکس، شیعہ کو ہر طرح سے تحفظ فراہم کیا جاتا ـــــ ریڈیو، ٹیلیویژن، اخبارات ایسے ذرائع ابلاغ مہینہ بھر کے لیے ان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خاطر وقف کر دیئے جاتے ہیں۔ اور یوں ان عقائد کی ترویج و اشاعت کی نہ صرف انہیں کھلی چھٹی دی جاتی ہے، بلکہ ان سے ہر ممکن تعاون روا رکھا جاتا ہے، تو سوال یہ ہے کہ یہ ملک پاکستان کیا شیعہ سٹیٹ ہے؟ —— اگر یہی بات ہے تو حکومت کو اس کا اعلان کرنا چاہیئے تاکہ سنی مسلمان اس سلسلہ میں کوئی واضح لائحہ عمل متعین کر سکیں۔ اور اگر نہیں تو ہمارا دوسرا سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان اپنے خدا، رسولؐ، قرآن، صحابہؓ، اہل بیت، سب کے لیے بے حمیت ہو جائیں کہ جس کے جو منہ میں آئے بک دے، کوئی پوچھنے بلانے والا نہ ہو؟ —— اور اگر اس سوال کا جواب بھی نفی میں ہے اور یہ ہے بھی ناممکن، تو پھر بتلایا جائے کہ اس توہینِ خداوندی، توہینِ رسالت، توہینِ انبیاءؑ، توہینِ قرآن، توہینِ اسلام اور توہینِ صحابہؓ کا نوٹس کون لے گا، کہ جس کے شیعہ بر سرِ عام مرتکب ہی نہیں ہوتے، بلکہ یہ بات ان کے بنیادی عقائد میں شامل ہے اور جس کے حوالے سنی علماء نے نہیں، خود انہی نے اپنی کتابوں سے فراہم کئے ہیں —— پھر انہیں طبع کروایا اور تقسیم کیا ہے۔ حتیٰ کہ اپنے مسلّمہ عقیدہ "کتمان" سے انحراف کرتے ہوئے جملہ "مومنین و مومنات" کی یہ شرعی ذمہ داری قرار دی گئی ہے؟

کیا وقت کے حکمران، وقت کی اس آواز کو پہچانیں گے اور کیا خدا اور رسولؐ کی طرف سے ان پر بھی اس سلسلہ میں کوئی ذمہ داری عائد ہوتی ہے یا نہیں؟ —— وما علینا الا البلاغ!

(اکرام اللہ ساجد)

ردِ تقلید

حجیّتِ حدیث

حدیث کے حجتِ شرعیہ ہونے پر

شیخ ناصر الدین البانی کی مایہ ناز کتاب

ضخامت	ترجمہ	قیمت
۸۸ صفحات	حافظ عبدالرشید اظہر	۶ روپے صرف

ناشر: [illegible] ۹۹ جے۔ ماڈل ٹاؤن۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- ۱ -

دی کونسل آف ہز ہائی نس پرنس آغا خان شیعہ امامی اسماعیلی نیشنل کونسل برائے پاکستان

آغا خانی مذہبی عبادات کا پیغام

[illegible]

تمام آغا خانیوں کے لیے خاص حکم: آغا خان حاضر امام کی تازہ رنگین تصویر فریم لگا کر خانے بنائیں، دکانوں میں، دفتر میں ... اپنے گھروں میں ... کی روشنی عطا ... کہ بہت بہت برکتیں ... ہوگی ...

نوٹ: ... آغا خانی ... حسین ... پرنس آغا خان نیشنل کونسل برائے پاکستان ... مذہبی کمیٹی

PH: 712710, 235811, 113323, 284401, 710207

قرآنی دعوت: ... شیعہ امامی اسماعیلی ... امام ... حاضر امام ... ایک ہی ہے۔ ... امام معصوم ...

منجانب: شمس قاسم لاکھا، انچارج۔ آغا خانی مذہبی پرچار گروپ ... کراچی

فدائیان حرمت امام معصوم ؑ (خدام شیعان علیؑ) اثنا عشری

مورخہ یکم محرم الحرام ۱۴۰۶ھ (۱۶ ستمبر ۱۹۸۵ء)

پچھی سیانی روڈ، کھارادر، کراچی

(آغا خانی مذہبی عبادات کا پیغام" رسول پاک کی قرآنی دعوت قبول کرنے سے متعلق علماء و مجتہدین فقہ جعفریہ (اثنا عشری) سے مسئلہ کا جواب مطلوب ہے۔)

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں فقہائے دین مبین، علماء و مجتہدین فقہ جعفریہ (اثنا عشری) بیچ اس مسئلہ کے کہ: "آغا خانی مذہبی عبادات کا پیغام" جس کی مذہبی تعلیم کی بناء پر کیوں نہ آغا خانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج تصور کیا جائے؟ اور کیا آغا خان واقعی اہل بیت معصومین میں سے ہیں؟ کیونکہ وہ اپنے آپ کو شیعہ امامی اسماعیلی "حاضر امام" ہونے کا دعوی کرتے ہیں۔ اہل بیت ہونے کے ناطے کیا ہم اسماعیلیوں کے موجودہ حاضر امام کے پیروکار ہو سکتے ہیں؟ اور کیا ہمیں ان کی قرآنی دعوت قبول کرنی چاہیئے؟ فقہ جعفریہ کے تحت ہمارے اور ان کے مذہبی عقائد، ارکان دین، اصول دین کو واضح کر کے ثواب عالیہ حاصل کریں۔ شکریہ۔ فقط

سید کلب علی کربلائی (سیکرٹری)

مرکزی دفتر: جامع مسجد امامیہ، درگاہ بی بی پاک دامن، لاہور

وفاق علماء شیعہ پاکستان (کراچی)

فون نمبر ۳۳۳۱۳۲ - ۲۱۰۰۸۹

الجواب

"امام حسینؑ ہمارے سارے اعمال دیکھ رہے ہیں۔"

ملت جعفریہ کی مستند کتاب "سلسلہ امامت" میں درج ہے کہ امام جعفرؑ کے دو فرزند تھے۔ ایک امام اسماعیلؑ اور دوسرے امام موسی کاظمؑ تھے۔ امام اسماعیل کا انتقال امام جعفرؑ کی موجودگی میں ہوا اور ان کے جنازے کی نماز امام جعفرؑ نے پڑھائی۔ پس ثابت ہوا کہ اسماعیلیوں کا جو سلسلہ امامت ہے۔ وہ نہ تو اہل بیت سے ہے اور نہ ہی شیعہ امامی ہے جبکہ مزید مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ موجودہ حاضر امام المعروف آغا خان نے کئی دفعہ سنی پیش امام کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ پس موجودہ حاضر امام نہ تو اہل بیت میں سے ہے اور نہ ہی امام معصومؑ کا درجہ رکھتا ہے۔ ان کی مذہبی تعلیمات جعفریہ فقہ کے خلاف ہیں۔ کسی اثنا عشری (شیعان علیؑ) ملت جعفریہ

(مسلسل جاری ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(اعلان نمبر ۲) -2- (اعلان مسلسل)

[illegible]

فقہ جعفریہ کے ارکان دین اصول دین و فروع دین اتنے ہیں [illegible]

[illegible]

◉ ابتدائیہ: امام معصوم کے نام سے ابتداء کی جاتی ہے ◉ [illegible]

◉ [illegible] علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفتہ بلافصل [illegible]

[illegible] ◉ توحید ◉ عدل ◉ نبوت ◉ امامت [illegible]

[illegible]

اصول عقائد ملت جعفریہ [illegible]

[illegible]

لا مجال للعقل في تحصيل المطلوب [illegible] وما علينا الا البلاغ

وفاق علماء شیعۂ پاکستان

جاری کردہ:

الجواب صحیح

خدام ملت جعفریہ

[illegible]

شیعان علیؑ (اثنا عشری) ملت جعفریہ کا مطالبہ: فقہ جعفریہ نافذ کرو

کوئی نئی رائے / اختلاف نظریاتی، فکری و ادبی

[illegible]

شرعی ذمہ داری

[illegible]

ڈسکو فنس پاؤڈر [illegible]

[illegible] ۲۹۲۵۰۰ - ۲۹۲۶۴۰ [illegible]

ھاچی [illegible] رنگوں کا امتزاج [illegible] کراچی

S. W. INDUSTRIES LTD.

۶۶۵۰۰۱ - 6 LINES فون: ۲۱۲۱۲۲ - ۲۱۳۵۱۳

[illegible]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دارالافتاء

مولانا سعید مجتبیٰ السعیدی
فاضل مدینہ یونیورسٹی

شوہر کی وفات کے بعد بیوی کا میّت کو دیکھنا

محمد صدیق مغل، ۱۱/۹ دہلی کالونی کراچی سے لکھتے ہیں:

"کیا عورت اپنے شوہر کی میت کو ہاتھ لگا سکتی اور اسے دیکھ سکتی ہے؟"

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ اللّٰہِ الْوَھَّابِ، اَقُوْلُ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ:

ہمارے معاشرے کا ایک بہت بڑا المیہ یہ ہے کہ جو بات صحیح اور کتاب و سنّت سے ثابت ہو، عموماً اس کی پرواہ نہیں کی جاتی، جبکہ اس کے برخلاف خاندانی رسوم ورواج اور خود ساختہ مسائل کو کہیں زیادہ اہمیت دی جاتی ہے۔ اور ان کی خلاف ورزی کو انتہائی معیوب گردانا جاتا ہے۔

اسی قسم کے خود ساختہ مسائل میں سے ایک مسئلہ یہ ہے کہ عورت اپنے خاوند کی میت کو، یا شوہر اپنی بیوی کی میت کو نہ ہاتھ لگا سکتا ہے، نہ دیکھ سکتا ہے، نہ غسل دے سکتا ہے اور نہ اسے قبر میں اُتار سکتا ہے۔

اس کی بنیاد یہ گھڑی گئی ہے کہ موت سے شوہر اور بیوی کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے اور وہ ایک دوسرے کے لیے غیر محرم ہو جاتے ہیں۔

حالانکہ متعدد احادیث و آثار سے ثابت ہے کہ زوجین میں سے ایک کی وفات کے بعد ان میں سے زندہ شخص میت کو ہاتھ لگانا اور دیکھنا تو درکنار غسل تک دے سکتا ہے ـــــ درج ذیل احادیث ملاحظہ ہوں:

۱۔ "عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَسَلَّمَ مِنْ جَنَازَةٍ بِالْبَقِيْعِ وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا فِيْ رَأْسِيْ وَأَقُوْلُ وَارَأْسَاهُ ، فَقَالَ: بَلْ أَنَا وَارَأْسَاهُ، مَا ضَرَّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِيْ فَغَسَّلْتُكِ وَكَفَّنْتُكِ ، ثُمَّ صَلَّيْتُ عَلَيْكِ وَدَفَنْتُكِ"

(احمد، ابن ماجہ، نیل الاوطار ۲/۵۶)

امام شوکانیؒ فرماتے ہیں، اس حدیث کو امام دارمی، ابن حبان اور دارقطنی نے بھی روایت کیا ہے۔

"حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں جنازہ سے فارغ ہو کر واپس لوٹے تو میرا سر درد کر رہا تھا۔ اور اس وجہ سے میں "ہائے میرا سر" کہہ رہی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: "یہ الفاظ تو میں کہوں، اگر تم مجھ سے پہلے فوت ہو گئیں تو تمہیں کوئی ضرر نہیں، میں خود تمہیں غسل دوں گا، کفن پہناؤں گا، تمہاری نمازِ جنازہ پڑھ کر خود تمہیں دفن کروں گا!"

اس حدیث کے متعلق امیر صنعانی سبل السلام، شرح بلوغ المرام ۲/۵۵۰ میں فرماتے ہیں:
" وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ " کہ "اس حدیث کو امام ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے"

نیز فرماتے ہیں:

"فِيْهِ دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّ لِلرَّجُلِ أَنْ يَّغْسِلَ زَوْجَتَهُ وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُوْرِ وَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ لَا يَغْسِلُهَا"

کہ "اس حدیث میں اس بات کی دلالت ہے کہ مرد اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے۔ یہی جمہور کا قول ہے! ___ جبکہ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ خاوند اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا"

۲۔ "عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ: لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنَ الْأَمْرِ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا غَسَّلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا نِسَاؤُهُ!" (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ، نیل الاوطار ۲/۵۶)

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ "جو خیال ہمیں بعد میں آیا، وہ پہلے آجاتا تو اللہ کے رسولؐ کو آپؐ کی ازواجؓ کے سوا کوئی دوسرا غسل نہ دیتا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امیر صنعانی فرماتے ہیں: "صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ" کہ "اس حدیث کو امام حاکم نے صحیح قرار دیا ہے۔" (سبل السلام ۲/۵۵۰)

۳۔ "وَيُؤَيِّدُهُ مَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ مِنْ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَوْصَى امْرَأَتَهُ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ أَنْ تَغْسِلَهُ، وَاسْتَعَانَتْ بِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ لِضُعْفِهَا وَلَمْ يُنْكِرْ أَحَدٌ" (سبل السلام ۲/۵۵۱)

(امام صنعانی فرماتے ہیں:) "اس مسئلہ کی تائید میں وہ روایت بھی ہے جسے امام بیہقی نے روایت کیا کہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وصیت کی تھی کہ وہی انہیں غسل دیں۔ چنانچہ انہوں نے غسل دیا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے تعاون کی طالب ہوئیں، کیونکہ وہ اکیلی یہ کام نہ کر سکتی تھیں۔ اس عمل پر کسی بھی شخص نے انکار نہ کیا!"

یہی واقعہ مؤطا امام مالک کی "کتاب الجنائز" میں یوں ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، ان کی وفات کے بعد غسل دیا۔ وہ گئیں اور مہاجرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ "میں روزہ سے ہوں اور آج شدید سردی ہے۔ کیا میت کو غسل دینے کی وجہ سے مجھ پر غسل کرنا واجب ہے"؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا: "نہیں!"

۴۔ "عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا، أَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَوْصَتْ أَنْ يَغْسِلَهَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ"

(رواہ الدارقطنی، بلوغ المرام ۲/۵۵۰)

"حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وصیت کی تھی کہ انہیں ان کے شوہر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غسل دیں۔"

۵۔ "وَغَسَلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ امْرَأَتَهُ حِيْنَ مَاتَتْ"

(کشف الغمة عن جميع الامة ۱/۱۶۳)

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ جب فوت ہوئیں تو انہوں نے اپنی بیوی کو خود غسل دیا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ "وَکَانَتِ الصَّحَابَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ یُغَسِّلُوْنَ اَزْوَاجَھُمْ وَکَانَتْ نِسَآءُھُمْ تَغْسِلُھُمْ۔" (کشف الغمۃ)

"صحابہ کرامؓ اپنی ازواج کو خود غسل دیا کرتے تھے اور ان کی بیویاں اپنے خاوندوں کو غسل دیا کرتی تھیں۔"

۷۔ حدیث نمبر ۳ کے تحت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی بیوی کے غسل دینے کا جو واقعہ ذکر ہوا، اسے ذکر کر کے امام ابوحنیفہؒ کے خاص شاگرد امام محمدؒ فرماتے ہیں:

"وَبِھٰذَا نَاْخُذُ وَلَا بَاْسَ اَنْ تَغْسِلَ الْمَرْاَۃُ زَوْجَھَا اِذَا تُوُفِّیَ۔" (مؤطا امام محمد)

"ہم بھی اس بات کے قائل ہیں کہ خاوند کی وفات پر اسے عورت غسل دے تو کوئی حرج نہیں۔"

اسی حدیث پر مشہور حنفی عالم مولانا عبدالحی لکھنویؒ فرماتے ہیں:

"نَقَلَ ابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَیْرُہُ الْاِجْمَاعَ عَلٰی جَوَازِ غُسْلِ الْمَرْاَۃِ زَوْجَھَا وَاِنَّمَا اخْتَلَفُوْا فِی الْعَکْسِ فَمِنْھُمْ مَنْ اَجَازَہٗ وَاِلَیْہِ مَالَ الشَّافِعِیُّ وَمَالِکٌ وَاَحْمَدُ وَاٰخَرُوْنَ وَمِنْھُمْ مَنْ مَنَعَہٗ وَھُوَ قَوْلُ الثَّوْرِیِّ وَالْاَوْزَاعِیِّ وَاَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَاَصْحَابِہٖ، کَذَا ذَکَرَہُ الْعَیْنِیُّ۔"

(التعلیق الممجد علیٰ مؤطا امام محمد ص ۱۲۹۔ دہلی)

یعنی ابن المنذر اور دوسرے محدثین نے نقل کیا ہے کہ شوہر کو بیوی کے غسل دینے کے جواز پر اجماع ہے۔ لیکن اس کے برعکس یعنی شوہر کے بیوی کو غسل دینے میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ، مالکؒ اور احمدؒ تو جواز کے قائل ہیں مگر امام ابوحنیفہؒ اور ان کے ساتھی، مرد کو اجازت نہیں دیتے کہ وہ عورت کو غسل دے سکے۔

مذکورہ دلائل سے معلوم ہوا کہ زوجین میں سے ہر ایک دوسرے کو (یعنی خاوند بیوی کو اور بیوی خاوند کو) غسل دے سکتے ہیں۔ اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہی زیادہ بہتر ہے۔ جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہوا! ۔ چنانچہ جب غسل دینا جائز ثابت ہوا تو ہاتھ لگانے، دیکھنے اور قبر میں اتارتے میں کیا چیز مانع ہے؟

ھٰذَا مَا عِنْدِیْ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات

شیخ الحدیث

حضرت مولانا ابوشفیق محمد رفیق صاحب اثری

قسط ۲ (آخری)

فقاہتِ ابی ہُریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فقیہ و مجتہد حضرت ابوہریرۃؓ، مشاہیرِ اُمت کی نظر میں:

ابن القیمؒ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ فتوے دیتے رہے۔ ان میں سے جن کے فتاویٰ محفوظ ہیں، ایک سو تیس سے زائد ہیں۔ پھر ان میں سات ایسے ہیں کہ اگر ان میں سے ایک ایک کے فتاویٰ جمع کئے جائیں تو ضخیم کتاب تیار ہو جائے۔ جبکہ بعض ایسے ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کے فتاویٰ سے ایک چھوٹا جزو تیار ہو سکتا ہے۔"

ان کے اسماءِ گرامی حسب ذیل ہیں:

"حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت اُمِّ سلمہؓ، حضرت انسؓ، حضرت ابوسعیدؓ، حضرت ابوہریرۃؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن عمروؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابوموسیٰؓ، حضرت سعدؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ" [۵۷]

اسی طرح ابنِ حزمؒ نے تیرہ [۱۳] متوسط درجہ کے مفتیین صحابہؓ میں چوتھے نمبر پر حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمایا ہے [۵۸]

---

[۵۷] اعلام الموقعین ج ۱ ص ۵

[۵۸] الاحکام فی اصول الاحکام ج ۵ ص ۹۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: "ابوہریرۃؓ حافظِ حدیث اور فقیہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور علم کا برتن تھے، کبار ائمۂ فتویٰ میں سے تھے ــــ عظیم مرتبہ کے مالک، عابد اور منکسر المزاج تھے۔"[۵۹]

حافظ ابنِ حجرؒ لکھتے ہیں: "ابو حامد غزالیؒ، قاضی عیاضؒ کے اس قول پر، کہ ابوہریرۃ رضؓ مفتی نہیں تھے، نقد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ہمارے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ جو صحابہؓ کے دور میں فتوے دیتا رہا، اور اس سے اس کو روکا نہیں گیا، وہ مجتہدین میں سے ہے۔"[۶۰]

ابن امیر الحاج لکھتے ہیں: "اسبابِ اجتہاد میں سے کوئی (سبب) بھی ان میں معدوم نہ تھا۔ صحابہؓ کے زمانہ میں فتویٰ دیتے رہے اور اس زمانہ میں مجتہد ہی فتاویٰ ارشاد فرماتے تھے۔ آٹھ سو رواۃ صحابیؓ اور تابعینؒ ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان میں ابنِ عباسؓ، جابرؓ اور انسؓ بھی ہیں۔"[۶۱]

شیخ علاء الدینؒ فرماتے ہیں: "ہم یہ تسلیم نہیں کرتے کہ ابوہریرۃؓ فقیہ نہیں تھے، بلکہ فقیہ تھے اور اجتہاد کے اسباب میں سے کوئی بھی ان میں ناپید نہیں تھا۔ وہ صحابہؓ کے زمانہ میں فتویٰ دیتے تھے۔ اور اس زمانہ میں فقیہ مجتہد ہی فتویٰ دیتے تھے۔ امام ابوحنیفہؒ نے روزہ میں بھول کر کھا پی لینے والے کے بارے میں حدیثِ ابی ہریرۃؓ پر عمل کیا ہے۔ حالانکہ وہ حدیث قیاس کے مخالف ہے۔ امام صاحب نے فرمایا "یہ حدیث نہ ہوتی تو میں قیاس پر عمل کرتا۔"[۶۲]

فصول الحواشی شرح اصول شاشی میں ہے: "ابوہریرۃ رضؓ فقیہ تھے۔ اسبابِ اجتہاد میں سے کوئی بھی سبب ان میں مفقود نہیں تھا۔ صحابہؓ کے زمانہ میں فتویٰ دیتے تھے اور اس زمانے میں فقیہ مجتہد ہی فتویٰ دیتے تھے۔ مؤمن مخلص تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ! ــــ آپؐ نے ان کے لیے حفظ کی دعا کی تھی۔ اللہ سبحانہ، وتعالیٰ نے آپؓ کے لیے

---

۵۹ تذکرۃ الحفاظ ج۱ ص ۳۲-۳۳

۶۰ المنخول من تعلیقات الاصول ص ۴۷۰

۶۱ دفاع عن ابی ہریرۃؓ ص ۲۴۲ نقلاً عن شرحہ علی التحریر لابنِ ہمام ج ۲ ص ۲۵۱

۶۲ المرجانی علی التوضیح ج ۳ ص ۴۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دعا حفظ قبول فرمائی اور دنیا میں ان کا نام مشہور ہوا۔"[۶۳]

ایک اور محشی "اصولِ شاشی" لکھتا ہے: "ابوہریرہؓ فقیہ مجتہد تھے۔ ابن الہمام نے "التحریر" میں ان کے فقیہ ہونے کی صراحت کی ہے۔ حضرت عمرؓ بن خطاب کے دور میں بحرین کے قاضی تھے۔ متن میں جو لکھا ہے کہ وہ غیر فقیہ تھے محققین علماءِ احناف کے ہاں یہ ایک مرجوح بات ہے"[۶۴]

قاضی ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں: "ابوہریرہ رضؓ کو غیر فقیہ کہنا بہت بڑی جسارت اور دین کے ساتھ استہزاء ہے۔ ابوہریرہؓ اور ابن عمرؓ بہت بڑے فقیہ تھے۔ میں جامع منصور میں علی بن محمد قاضی القضاۃ کی مجلس میں بیٹھا تھا، ہمارے ایک ساتھی نے سنایا کہ ابوہریرہ رضؓ پر ایک شخص نے یہ طعن ہمارے سامنے کیا کہ اچانک ایک سانپ مسجد کی چھت سے نیچے گرا اور اس شخص کا رخ کیا جو یہ بات کہہ رہا تھا۔ لوگ اُٹھ بھاگے۔ اور سانپ وہیں کہیں گم ہوگیا۔ وہ شخص آئندہ اس قسم کی بات کہنے سے خوف زدہ ہوگیا"[۶۵]

علامہ عبدالحی لکھنوی حنفی رحؒ لکھتے ہیں: "ابوہریرۃ رضؓ کو غیر فقیہ کہنا غلط بات ہے۔ وہ ان فقہاء میں سے ہیں جو صحابہ رضؓ کے دور میں فتویٰ دیتے تھے، جیسا کہ ابن الہمام نے "تحریر الاصول" میں اور ابن حجر رحؒ نے "اصابہ" میں وضاحت کی ہے۔"[۶۶]

علامہ انور شاہ کاشمیری حنفی رحؒ لکھتے ہیں: "بغداد کی مسجد رصافہ میں ایک حنفی اور شافعی کے درمیان حدیثِ مصراۃ[۶۷] پر مناظرہ ہوا۔ حنفی نے کہا ابوہریرۃؓ قابلِ اجتہاد اور فقیہ نہیں تھے۔ اچانک اس پر ایک سانپ گرا، حنفی دوڑنے لگا اور سانپ اس کا پیچھا کر رہا تھا۔ اسے کہا گیا، اپنے قول

[۶۳] ازالۃ الحیرۃ عن فقاہۃ ابی ہریرۃؓ للاستاذ عبدالجبار الجیفوری ص ۴

[۶۴] احسن الحواشی علیٰ اصول الشاشی ص ۲، طبع مکتبہ امدادیہ ملتان

[۶۵] تحفۃ الاحوذی ج ا ص ۱۱ بحوالہ عارضۃ الاحوذی

[۶۶] سعایہ شرح، شرح الوقایۃ

[۶۷] مصراۃ اس جانور کو کہتے ہیں، جسے بیچنے سے قبل دوہا نہ جائے اور اس کے تھنوں میں دودھ جمع ہو جائے تاکہ خریدار سمجھے کہ یہ جانور بہت دودھ دیتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جو شخص ایسا جانور خریدے اُسے اختیار ہے کہ یا تو اس جانور کو رکھ لے یا بائع کو واپس کرے اور ساتھ ایک صاع کھجور کا بھی دے۔ حنفی کہتے ہیں کہ یہ حدیث قیاس کے خلاف ہے اور اس کے راوی ابوہریرۃؓ غیر فقیہ ہیں، اس لیے تسلیم نہیں۔ حدیث مصراۃ سے اسی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے توبہ کر۔ اس نے توبہ کی پھر اس کو سانپ نے چھوڑا۔"[۶۸]

سید سلیمان ندویؒ فرماتے ہیں :

"اکابر صحابہ کے بعد مدینہ طیبہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت ابوہریرۃؓ اور حضرت عائشہؓ زیادہ تر یہی چار بزرگوار فقہ و فتاویٰ کی مجلس کے مسند نشین تھے۔"[۶۹]

فقاہتِ ابی ہریرۃؓ کا سب سے پہلا منکر :

اُمت میں حضرت ابوہریرۃؓ کے فقیہ ہونے کا کسی نے انکار نہیں کیا، بلکہ صحابہؓ کے دور میں ان کا فتویٰ دینا اور مجتہدین میں شمار ہونا ایک مسلّم بات تھی۔ البتہ ابراہیم نخعیؒ جو کہ تابعی تھے، سے منقول ہے کہ "ابوہریرۃؓ فقیہ نہیں تھے۔" ان کی تردید کرتے ہوئے امام ذہبیؒ لکھتے ہیں :

"بے معنیٰ بات ہے۔ کیونکہ قدیم وجدید کے مسلمانوں نے ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کو ان کے حفظ و جلالت اور پختگی کے باعث قبول کیا ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں کہ ابنِ عباسؓ ایسے فقیہ ان کے سامنے مؤدبانہ بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں "ابوہریرۃؓ، فتویٰ دیجیے۔"[۷۰]

ابراہیم کے ترجمہ (حالات) میں لکھتے ہیں :

"ان کی اپنی عربیت اچھی نہیں تھی اور بعض تر عبارت میں غلطی کرتے تھے۔ علماء نے ان کے اس قول پر اعتراض کیا ہے کہ "ابوہریرۃؓ فقیہ نہ تھے۔" ابنِ عساکر نے بھی اس قول کی تردید کی ہے۔" (ایضاً)

ابنِ کثیر نے کہا: "جمہورِ اُمت اس قول کے خلاف ہیں۔"[۷۱]

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُمت میں ابراہیم نخعیؒ کے اس قول کو کسی نے بھی

---

[۶۸] العرف الشذی علی جامع الترمذی ص ۴۹۴

[۶۹] سیرتِ عائشہ صدیقہؓ ص ۲۲۵

[۷۰] میزان الاعتدال ج ۱ ص ۳۵

[۷۱] البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۰۹-۱۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابلِ اعتناء نہیں سمجھا۔ حتٰی کہ امام ابوحنیفہؒ، جنہوں نے اپنی فقہ کی بنیاد ہی امام نخعیؒ کے اقوال پر رکھی ہے، سے بھی صراحۃً اس بات کو کوئی نقل نہیں کرتا۔

غیر فقیہ کی روایت مخالفِ قیاس :

باقی رہی یہ بات کہ "غیر فقیہ کی روایت چاہے سنداً صحیح ہو، قیاس کے مقابلہ میں مردود ہے گی۔ سرخسی اپنی کتاب میں یوں بیان کرتا ہے: "غیر فقیہ کی جو روایت قیاس کے موافق ہے اس پر عمل کیا جائے گا۔ اور جو قیاس کے مخالف ہے اور اُمت اسے قبول کرلے تو بھی معمول بہ ہوگی، ورنہ شرعاً قیاس صحیح روایت پر مقدم ہے تاکہ رائے کا دروازہ بند نہ ہو جائے"۔[۴۲]

متن الحسامی، المنار، اسی کی شرح نور الانوار اور اصول الشاشی میں سرخسی کی کتاب کی ہی نقل در نقل ہے۔ اور اس کی مثال میں حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت انسؓ کو پیش کرتے ہیں۔ صاحبِ نور الانوار[۴۳] نے اس نظریہ کو عیسٰی بن ابان کی طرف منسوب کیا ہے۔ جو کہ ایک معتزلی شخص تھا اور اس نظریہ کو احناف میں رائج کرنے میں اس کا کافی دخل ہے۔

بزدوی نے فقیہ راوی کی شرط کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا ضبط بہت بڑا کام ہے۔ ان میں روایت بالمعنیٰ عام تھی۔ جب راوی کی فقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے معانی سے قاصر ہوگی تو خطرہ ہوگا کہ حدیث کے مفہوم میں لغزش ہو"[۴۴]

اصولِ بزدوی کے شارح عبدالعزیز بن احمد بخاری فرماتے ہیں:

"روایت کی ترجیح و تقدیم کے لیے فقہِ راوی کی شرط قاضی عیسٰی بن ابان کا مذہب ہے، قاضی ابوزید نے بھی اس کو اپنایا ہے اور اکثر متاخرین بھی اس کے ہمنوا ہیں۔ لیکن شیخ ابوالحسن کرخی اور اس کے اصحاب قیاس پر حدیث کی تقدیم کے لیے فقہِ راوی کو شرط نہیں بناتے۔ بلکہ وہ ہر عادل ضابطہ کی حدیث

---

۴۲ اصول السرخسی ج ا ص ۳۴۱

۴۳ نور الانوار ص ۱۷۹

۴۴ اصول بزدوی ص ۶۹۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو قبول کرتے ہیں، جب کہ یہ کتاب اور سنّتِ مشہورہ کے خلاف نہ ہو اور اسے قیاس پر مقدم جانتے ہیں۔ اکثر علماء کا یہی نظریہ ہے ۔ عدالت و ضبطِ راوی کے بعد معنیٰ میں تبدیلی ایک موہوم بات ہے ۔“ ؎۵

شرطِ فقاہتِ راوی پر نقد :

صاحب دراسات اللبیب فرماتے ہیں:

۱۔ فقہِ راوی کو تحمل اور صدقِ روایت میں کوئی اثر نہیں۔

۲۔ صحابہؓ میں یہ امکان ہی نہیں کہ روایت بالمعنیٰ میں ایسی غلطی کریں، جس سے حدیث کا مقصود فوت ہو جائے۔

۳۔ جو لوگ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ ضبط کرنے میں کوشش فرماتے تھے، کیسے ممکن ہے کہ معنیٰ ادا کرتے ہیں غلطی کریں ؟

۴۔ وہ لوگ اہلِ زبان تھے ان سے ادائے معنیٰ میں غلطی کا احتمال کہاں ہو سکتا ہے ؟ پھر ابو ہریرۃؓ جیسا دانشمند آدمی، جن کی طرف بوقتِ ضرورت عبادلہ ؎۶ ایسے فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم رجوع فرماتے تھے !

۵۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں حفظ کے لیے دعاء فرمائی۔ جس کا یہ اثر ہوا کہ ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں، ”مجھے اس کے بعد نسیان نہیں ہوا“ اگر یہ حفظ بلا فہم ہو یا غلط فہمی کا امکان ہو، تو اس دُعاء سے کیا فائدہ ؟

۶۔ جو لوگ صحیحین کے رجال کے خصائص کو جانتے ہیں، انہیں معلوم ہے کہ ان میں ادنیٰ اور معمولی آدمی بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی غلط تعبیر نہیں کر سکتا۔

۷۔ شیخ ابنِ ہمام، جو احناف میں محقق ہیں، فرماتے ہیں کہ: ”فقہِ راوی کی شرط ائمۂ سلف میں

؎۵ شرح اصول بزدوی ج ۲ ص ۷۰۳۔

؎۶ ”عبادلہ“ محدثین کی اصطلاح ہے۔ اس سے مراد وہ چار صحابی ہیں جن کے نام عبداللہ ہیں یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ان میں شمار نہیں ہوتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی سے منقول نہیں ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ من گھڑت بات ہے۔ ایسی بات امام ابوحنیفہ رحمہ کی طرف منسوب نہیں کی جاسکتی۔"[۷۶]

اس شرط کی احادیثِ ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ پر زد:

اس شرط کی بنیاد پر ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ کئی احادیث کا، فقہ التقلید کے حاملین نے، جو تخریج فی المذہب کی حد تک محقق ہیں، انکار کر دیا ہے۔ مثلاً

۱۔ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تُصَرُّوا الْإِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا فَإِنَّهُ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ بَعْدَ أَنْ يَحْلِبَهَا إِنْ شَاءَ أَمْسَكَ وَإِنْ شَاءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ۔"[۷۷]

"اونٹنیوں اور بکریوں کا دودھ روک نہ رکھو۔ جو شخص ایسا جانور خرید چکے تو دو ہنے کے بعد دو میں سے بہتر کا حق اسے حاصل ہے۔ وہ چاہے تو اسے رکھ لے اور اگر چاہے تو اسے (بائع کو) واپس کر دے اور ساتھ ایک صاع کھجور بھی دے۔"

ملا احمد جیون لکھتا ہے:

"اگر راوی عدالت وضبط میں معروف ہے مگر فقیہ نہیں، تو اس کی روایت اگر قیاس کے موافق ہے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔ اگر مخالف ہے تو نہیں۔ جیسا کہ حدیثِ مصراۃ ہے، یہ من کل وجہ قیاس کے مخالف ہے۔ کیونکہ قیاس کا تقاضا ہے کہ ضمان، یا مثلی ہونی چاہیئے یا قیمت کے ساتھ۔ اور اس حدیث میں بہر صورت ایک صاع کھجور مصراۃ کے دودھ کی ضمان بتائی گئی ہے۔"[۷۸]

امام مالک رحمہ اور امام شافعی رحمہ کا مسلک اس حدیث کے مطابق ہے۔ ابن ابی لیلیٰ اور ابویوسف

[۷۶] مسئلہ درایت وفقہِ راوی کا تاریخی وتحقیقی جائزہ از شیخ الحدیث محمد اسماعیل رحمہ ص ۲۶، ۲۷

[۷۷] صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸۹، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳-۴-۵، مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۸۶ مسند احمد ج ۱۳ ص ۲۰۸-۲۶۲، ج ۱۴ ص ۱۱۶، ج ۲ ص ۳۸۶-۳۹۴-۴۱۰-۴۱۷-۴۲۰-۴۳۰-۴۶۳-۴۶۵-۴۶۹-۴۸۱-۴۸۳-۵۰۷

[۷۸] نور الانوار شرح المنار ص ۱۷۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں " دودھ کی قیمت واپس کرے، اور ابوحنیفہؒ بھی اس کے قائل نہیں ہیں ۔"

اصولِ فقہ والے سب اسی طرح لکھتے آئے ہیں۔ البتہ بعض احناف[۷۹] اس بات کی نسبت کو امام ابوحنیفہؒ کی طرف غلط قرار دیتے ہیں۔ اور ابنِ حجر، ابنِ حزم۔ مؤلف عون المعبود وغیرہ، جو اس شرط کی دھجیاں اڑا چکے ہیں، سخت انداز میں ان (اصولِ فقہ والوں) کا ذکر کرتے ہیں۔

علامہ انور شاہ کاشمیریؒ اس شرط کے بے معنیٰ ہونے اور اس کی وجہ سے حدیثِ ابی ہریرۃؓ کے رد کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"اس جیسا کلام کتابوں میں سے خارج کر دینے کے قابل ہے۔ ایسی بات کوئی عالم نہیں کہتا اور نہ ہی یہ ضابطہ ابوحنیفہؒ اور ابویوسفؒ اور محمدؒ سے مروی ہے۔ عیسیٰ بن ابان کی طرف البتہ منسوب ہے۔ انہوں نے حدیثِ مصرّاۃ پر ایک کتاب لکھی ہے۔ اس میں کچھ بحث کی ہے۔ لوگوں نے اسی کو ضابطہ سمجھ لیا۔"

اور صاحبِ قمر الاقمار لکھتے ہیں:

" فقہ الراوی کی اشتراط فقط عیسیٰ بن ابان کا مذہب ہے۔ متاخرین میں جو بھی اس کے قائل ہوئے ہیں، اسی کی اتباع میں ہوئے ہیں۔ یہ مذہب نہایت کمزور ہے بلکہ مستحدث قول ہے۔ اس لیے کہ قدماءِ سلف سے، راوی کی فقاہت کی وجہ سے احدیث کے، قیاس پر مقدم ہونے کی شرط، منقول نہیں ہے۔ اس کے برعکس ہمارے امام اعظم سے تو یہ منقول ہے کہ ہمارے پاس ہمارے اللہ اور رسولؐ کی جو بات پہنچے گی وہ سر آنکھوں پر!"[۸۰]

پس اس میں سارا قصور اصولیین کا ہے، انہوں نے ایک ایسی بات کو، جو ان کے ائمہ کے کلام اور طرزِ عمل سے بھی واضح نہیں ہو رہی تھی، ایک ضابطہ بنا کر پیش کر دیا۔ اور خام ذہن طلباء کے اذہان کو ابوہریرۃؓ ایسے مجتہد فقیہ کے خلاف مسموم کیا، جس کا مشاہدہ ہم موجودہ مدارس کے حنفی طلباء کے ساتھ گفتگو میں عام طور پر کرتے رہتے ہیں۔

---

[۷۹] اعلاء السنن ج ۱۴ ص ۵۹ تا ۷۰
[۸۰] قمر الاقمار شرح نور الانوار ص ۱۷۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا امام ابوحنیفہؒ نے احادیثِ ابی ہریرۃؓ کو رد کیا ہے؟

ابوریہ، جو عداوتِ ابی ہریرۃؓ میں ہر طرح کی اخلاقی حدود سے تجاوز کر گیا ہے اور ایک شریف انسان کی حیثیت سے جو اس کی ذمہ داریاں تھیں، انہیں بھی درخورِ اعتنا نہیں جانتا۔ ہر ممکن اور ناممکن ذریعہ سے حضرت ابوہریرۃ رضؓ پر کیچڑ اچھالنا اس کا دلچسپ مشغلہ ہے۔ اس کی کتاب "شیخ المضیرۃ ابوہریرۃ" انہی غلاظتوں کا انبار ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"محمد بن الحسن نقل کرتے ہیں کہ ابوحنیفہؒ نے کہا: "میں متقی قضاۃ صحابہؓ کی تقلید کرتا ہوں۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ اور عبادلہ ثلاثہ رضی۔ میں ان کی رائے کے خلاف نہیں رائے دوں گا۔ تین نفر کے علاوہ انس، ابوہریرہ اور سمرۃ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انس آخری دور میں مختلط ہوگیا تھا، وہ اپنی عقل سے فتویٰ دیتا تھا۔ میں اس کی عقل کا پابند نہیں ہوں۔ ابوہریرۃ ہر وہ بات غور و فکر کئے بغیر روایت کرتا ہے جو اس نے سنی ہے، اور وہ ناسخ منسوخ کا خیال بھی نہیں کرتا۔" [۵۱]

ہم کہتے ہیں، امام ابوحنیفہؒ پر یہ قول، افتراء ہے۔ امام محمدؒ کے اقوال اور ان کی روایات ان کی اپنی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ اگر امام ابوحنیفہؒ کا حضرات ابوہریرۃؓ اور انسؓ کے بارے میں یہی نظریہ ہوتا تو ان کے تلامذہ ابویوسفؒ، محمد بن الحسنؒ اس نظریہ کو اپنی کتابوں میں ضرور درج کرتے۔ ابوریہ نے ایک کتاب "مرآۃ الوصول شرح مرقاۃ الوصول" کا حوالہ دیا ہے۔ جو کہ محمد بن فراموز ملا خسرو متوفی ۸۸۵ھ کی تالیف ہے۔ چنانچہ نانویں صدی کا یہ مؤلف، امام ابوحنیفہؒ کا یہ قول نقل کرتا ہے، جبکہ اس سے پہلے کے مؤلفین کے ہاں اس کا کوئی نام و نشان تک نہیں ملتا۔ یہی بات اس قول کے وضعی ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔ نیز اس کے برعکس امام ابوحنیفہؒ سے ان کے شاگرد نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام نے کہا:

"میں اللہ کی کتاب سے استدلال کرتا ہوں۔ اگر مجھے اس میں نہ ملے تو سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہوں۔ اگر اس میں نہ ملے تو صحابہؓ میں سے کسی ایک کا قول لیتا ہوں۔ ان کے قول کو چھوڑ کر کسی اور کا قول نہیں لیتا۔" [۵۲]

---

[۵۱] شیخ المضیرۃ ابوہریرۃ ص ۱۴۶ طبع ثالث۔

[۵۲] تہذیب التہذیب ج ۱۰ ص ۴۵۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہر حال ہمیں امام ابو حنیفہؒ کا ایسا کوئی صریح قول معلوم نہیں جس میں انہوں نے کہا ہو کہ "یہ ابوہریرہؓ کی حدیث ہے اور مخالفِ قیاس ہے، میں اسے قبول نہیں کرتا۔"

تنبیہ: "دفاع عن ابی ہریرۃؓ ص ۲۴۵ اور "الانوار الکاشفۃ" ص ۱۰۵ میں ہے: "ابوریہ نے یہ حکایت کتاب المؤمّل لابی شامہ کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ ابو شامہ ساتویں صدی کے شافعی علماء میں سے تھے۔ ان کے اور امام محمد بن حسنؒ کے درمیان کئی صدیوں کا فاصلہ حائل ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ یہ حکایت انہوں نے کس سے لی ہے؟ علامہ کوثری نے رسالہ الترحیب ص ۴۲ میں بھی اسی کا حوالہ دیا ہے۔ محمد بن حسنؒ سے، ابوحنیفہؒ کی ایسی روایت کی، جس کا کتبِ حنفیہ میں کوئی اتہ پتہ نہیں ملتا، کیا قیمت ہو سکتی ہے؟"

مگر ابوریہ نے طبع ثالث میں اس کو نانویں صدی کے ایک مؤلف ملا خسرو کے حوالہ سے بیان کیا اور ابو شامہ والا حوالہ حذف کر دیا۔ اس حوالہ سے اس روایت کی صحت میں کوئی وزن نہیں پیدا ہوا، البتہ یہ اس کے بطلان کی دلیل بنا ہے، کہ گویا ملا خسرو سے پہلے کسی مؤلف نے اس کو درج نہیں کیا۔

اسی طرح ابوریہ، ابو یوسفؒ کی یہ روایت نقل کرتا ہے:

"میں نے ابوحنیفہؒ سے کہا "میرے پاس ایسی حدیث آئے جو قیاس کے خلاف ہے؟" فرمایا "ثقہ رواۃ روایت کریں تو ہم اس پر عمل کریں گے۔" نیز فرمایا "صحابہ سب عدول ہیں، ابوہریرۃ اور انس کے سوا ۔۔۔۔ !"[۸۴]

امام ابو یوسفؒ سے یہ روایت بلا حوالہ نقل کی گئی ہے۔ کسی کتاب یا مؤلف کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ جس سے صاف واضح ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور ابوریہ کذاب کی اپنی بناوٹ ہے۔ چنانچہ عبد المنعم صالح العلی لکھتے ہیں:

"یہ جھوٹی بات ہے۔ ثقات میں سے کوئی بھی اس کو روایت نہیں کرتا۔ ہاں ابن ابی الحدید نے اس کو ابو جعفر الاسکافی سے نقل کیا ہے اور یہ دونوں ضعیف ہیں۔"[۸۵]

---

۸۳ مختصر المؤمل ص ۴۳ طبع ہند

۸۴ شیخ المضیرۃ ابوہریرۃ ص ۱۴۷

۸۵ دفاع عن ابی ہریرۃؓ ص ۲۴۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابوہریرۃ رضؓ شمس الائمہ سرخسی کی نظر میں :

روایت میں شرطِ فقہ کو اصول کی کتابوں میں سب سے پہلے درج کرنے والے سرخسیؒ نے حضرت ابوہریرۃ رضؓ کی مدح کرتے ہوئے لکھا ہے :

"کوئی یہ نہ سمجھے، ہماری اس بات میں ابوہریرۃ رضؓ کی تحقیر کا پہلو ہے ۔ حاشا و کلّا! ۔ عدالت و حفظ و ضبط میں وہ مقدم ہیں ۔ ان کی عدالت اور طویل صحبت میں کوئی شک نہیں ہے ۔" [۸۶]

ابوہریرۃ رضؓ فقہاء احناف کے ہاں

ابنِ ہمامؒ لکھتے ہیں :

"راوی صحابی یا تو مجتہد ہے ۔ جیسے خلفاء اربعہ رضؓ اور عبادلہ رضؓ ۔ ان کی روایت مطلقاً قیاس پر مقدم ہے ۔ اور یا عادل ضابط ہے ۔ جیسے ابوہریرۃ رضؓ، انس رضؓ، سلمان رضؓ اور بلال رضؓ وغیرہ ۔ ان کی روایت بھی مقدم ہو گی، الّا یہ کہ قیاس کے بالکل مخالف ہو ۔ مگر یہ عیسیٰ بن ابان اور قاضی ابوزید کا ہی قول ہے ۔ اور ابوہریرۃ رضؓ مجتہد ہیں، عیسیٰ اور ابوزید کے علاوہ سب فقہاء حنفیہ حدیث کو مطلقاً قیاس پر مقدم جانتے ہیں [۸۷] ۔"

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن ابان اور قاضی ابوزید کے علاوہ ذمہ دار فقہاء احناف میں سے کسی نے بھی اس شرط کی بناء پر حضرت ابوہریرۃ رضؓ کی روایت کو رد نہیں کیا ۔

نیز امام سرخسی فرماتے ہیں :

"صحابہ رضؓ میں کچھ ایسے ہیں، جو فقہ، رائے اور اجتہاد میں معروف ہیں ۔ اور کچھ ایسے جو عدالت و حسنِ ضبط و حفظ میں مشہور ہیں ۔ پہلے نوع میں خلفاء راشدین رضؓ، عبادلہ رضؓ، زید بن ثابت رضؓ، معاذ بن جبل رضؓ، ابوموسیٰ اشعری رضؓ اور عائشہ رضؓ، وغیرہ ہیں ۔ ان کی روایت کردہ احادیث پر عمل واجب ہے، قیاس کے موافق ہو یا مخالف ۔ اگر مخالف ہیں

---

[۸۶] اصول السرخسی ج ۱ ص ۳۴۱

[۸۷] دفاع عن ابی ہریرۃ رضؓ نقلاً عن التحریر لابنِ الہمام ص ۳۴۳ ۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو قیاس کو ترک کر دیا جائے گا۔ دوسری نوع میں ابو ہریرۃؓ اور انسؓ آتے ہیں ان کی روایت بھی قابلِ اعتماد ہے۔ اِلّا یہ کہ قیاس کے خلاف ہو اور قیاس کے انسداد کے اندیشہ سے ایسا ہو گا۔ ہمارے اصحاب میں کبار اس نوع کی احادیث پر اعتماد کرتے ہیں۔ امام محمدؒ نے ابو حنیفہؒ سے روایت کیا کہ انہوں نے انس بن مالکؓ کی حدیث کے مطابق فتوٰی دیا اور ابو ہریرۃؓ کا درجہ ان سے کہیں بلند ہے۔ اس سے واضح ہے کہ ان کی روایت پر عمل انہوں نے متروک نہیں کیا، صرف ضرورت کے وقت قیاس پر عمل کرتے ہیں۔" [۸۸]

امام محمدؒ روایت کرتے ہیں:

"ہمیں ابو حنیفہؒ نے خبر دی، فرماتے ہیں: "ہم کو عثمان بن عبداللہ بن موہب نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے ابو ہریرۃ رضؓ کے پیچھے نماز پڑھی۔ وہ ہر سجدہ اور رفع کے وقت تکبیر کہتے تھے۔" امام محمدؒ کہتے ہیں:" ہمارا مسلک بھی یہی ہے اور ابو حنیفہؒ بھی اسی کے مطابق کہتے ہیں۔" [۸۹]

ان دلائلِ واضحہ سے ثابت ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ اور ان کے اصحاب، حضرت ابو ہریرۃؓ کو ثقہ، عادل، ضابط سمجھتے ہیں، نہ کہ دروغ گو اور نا قابلِ اعتبار۔ جیسا کہ بدبخت ابوریہ اپنی کتاب میں ثابت کرنا چاہتا ہے۔

لطیفہ:

اصولِ فقہ پر لکھنے والے سب ہی علماء احناف نے اس ضابطہ کی مثال میں ابو ہریرۃؓ کی حدیثِ مصرّاۃ کو بیان کیا ہے۔ حالانکہ ابو ہریرۃ رضؓ اس کے روایت کرنے میں اکیلے نہیں ہیں، بلکہ ایک اور فقیہ صحابی عبداللہ بن مسعودؓ، جن کی فقاہت ان کے نزدیک مسلّم ہے، کا فتوٰی بھی اس کے مطابق ہے۔ [۹۰]

---

۸۸ دفاع عن ابی ہریرۃ رضؓ ص ۲۰۹-۲۰۰ نقلاً عن اصول السرخسی ج ۱ ص ۳۴۰-۳۴۲

۸۹ کتاب الآثار امام محمدؒ ج ۱ ص ۱۳۳

۹۰ دیکھئے صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے واضح ہُوا کہ فقہاء صحابہؓ حضرت ابو ہریرۃؓ کی حدیث قبول کرتے تھے۔ چنانچہ یا تو ابو ہریرۃؓ ان کی نظر میں فقیہ ہیں یا وہ تقدیم حدیث کے قائل ہیں۔ وہو المدّعیٰ !

شرط "فقہ راوی" پر سرخسی کا استدلال :

حضرت ابو ہریرۃ رضؓ نے یہ حدیث بیان فرمائی :

تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ "

" آگ کی پکی چیز سے وضو کرو۔"

اس پر حضرت ابنِ عباسؓ نے کہا " اگر میں گرم پانی سے وضو کروں تو کیا پھر اس کے نتیجہ میں دوبارہ وضو کرنا ہوگا؟"

اسی طرح ابو ہریرۃ رضؓ نے یہ حدیث بیان کی :

" مَنْ حَمَلَ جَنَازَةً فَلْيَتَوَضَّأْ "

" جو جنازہ اٹھائے وہ وضو کرے !"

تو ابنِ عباسؓ نے کہا " کیا خشک لکڑیاں اٹھانے سے بھی ہم پر وضو لازم ہو جاتا ہے"؟ ان روایات میں ابنِ عباسؓ نے قیاس سے استدلال کیا ہے اور حدیث پر عمل نہیں کیا۔" [91]

جواب :

اصل بات یہ ہے کہ اس بارے میں حضرت ابنِ عباسؓ کے ہاں ایک مرفوع حدیث موجود ہے۔ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

" لَيْسَ عَلَيْكُمْ فِي غُسْلِ مَيِّتِكُمْ غُسْلٌ إِذَا غَسَّلْتُمُوهُ إِنَّ مَيِّتَكُمْ يَمُوتُ طَاهِرًا وَلَيْسَ يَنْجُسُ فَحَسْبُكُمْ أَنْ تَغْسِلُوا أَيْدِيَكُمْ ". [92]

---

[91] دفاع عن ابی ہریرۃؓ عن اصول السرخسی ص ۲۴۰

[92] السنن الکبریٰ للبیہقیؒ ج ص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میت کے غسل دینے میں غسل نہیں ہے تمہارا میت پاک ہے وہ پلید نہیں ہو جاتا۔ یہی کافی ہے کہ تم اپنے ہاتھ دھو لو"

حافظ ابنِ حجرؒ نے اس کی سند کو حسن کہا ہے [۹۳]

حدیثِ ابی ہریرۃؓ یا تو استحباب پر محمول ہے اور یا وضوء سے مراد ہاتھ دھونا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابنِ عباسؓ صرف قیاس اور عقلی دلیل سے حضرت ابوہریرۃؓ سے گفتگو نہیں کر رہے تھے، بلکہ ان کے پیشِ نظر حدیثِ مرفوع تھی۔ اور اس حدیثِ مرفوع کی مزید تائید عقلی دلیل سے بھی کر رہے تھے، واللہ اعلم!

باقی رہا آگ پر پکی ہوئی چیز سے وضوء کرنا، تو اس بارے حضرت ابوہریرۃؓ نے حضرت ابنِ عباسؓ کو حدیث کے مقابلہ میں رائے پیش کرنے سے منع کر دیا تھا۔ چنانچہ فرمایا:

يَا ابْنَ أَخِي إِذَا أَتَاكَ الْحَدِيثُ فَلَا تَضْرِبْ لَهُ الْأَمْثَالَ ؏

"اے بھتیجے، جب تیرے پاس حدیث آجائے تو اپنی مثالیں نہ دیا کر!"

اس پر ابنِ عباسؓ خاموش ہو گئے اور گویا ابوہریرۃؓ کے موقف کو تسلیم کر لیا۔

یاد رہے اس حدیث "تَوَضَّئُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ" کو حضرت عائشہؓ جو فقیہہ ہیں، بھی روایت کرتی ہیں [۹۴] تو پھر فقیہہ کی روایت کے مقابلہ میں تو کوئی بھی قیاس کو مقدم نہیں جانتا!

اسی طرح سرخسی نے حضرت عائشہؓ کے بعض استدراکات سے بھی استدلال کیا ہے جو انہوں نے حضرت ابوہریرۃؓ پر فرمائے تھے۔ ان کے تفصیلی جوابات ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ایک سوال:

امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے کہ عدمِ رفع یدین کے بارے میں منقول حدیث ابنِ مسعودؓ

---

[۹۳] تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۱۴۴

[۹۴] صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۵۷

؏ صاحبِ مضمون کی کتاب کی طرف اشارہ ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو انہوں نے فقہ الرواۃ کی بنیاد پر ترجیح دی ہے؟

جواب:

یہ حکایت ابنِ عیینہ رحؒ سے معلقاً مروی ہے اور معلق روایات ناقابلِ حجت ہوتی ہیں۔ صاحبِ دراسات اللبیب لکھتے ہیں:

"فقیہ کی روایت کو غیر فقیہ کی روایت پر ترجیح دینے کا قول، جو امام ابوحنیفہؒ کی طرف منسوب ہے، وضعی ہے۔ ان کا فرمودہ نہیں ہے"۔[95]

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ و امام شافعیؒ کے مابین اختلافات کی بنیاد وہ اصول ہیں جو بزدوی وغیرہ کی کتبِ اصول میں منقول ہیں، حالانکہ یہ اصول ان ائمہ سے منقول نہیں، ان کے کلام سے بعد والوں نے اخذ کئے ہیں۔ مثلاً یہ کہ خاص مبین ہے اس کے بیان کی ضرورت نہیں۔ عام قطعی ہے خاص کی طرح ۔۔۔ کثرتِ رواۃ کی وجہ سے ترجیح صحیح نہیں۔ ۔۔۔ بابِ رائے کے انسداد کے اندیشہ سے غیر فقیہ کی حدیث پر عمل کرنا واجب نہیں ۔۔۔ شرط و وصف کے مفہوم کا کوئی اعتبار نہیں ۔۔۔ اور یہ کہ امر کا موجب ہمیشہ وجوب ہی ہے۔ وغیرہ وغیرہ! ۔۔۔ یہ ایسے اصول ہیں جو ائمہ کے کلام سے تخریج کردہ ہیں۔ ان کی روایت امام ابوحنیفہؒ سے ثابت ہے اور نہ ان کے صاحبینؒ سے"۔[96]

اشتراط فقہ الراوی کے بطلان پر ایک اور دلیل:

قیاس کے اصل میں شبہ ہوتا ہے اس لیے کہ مقیس علیہ کی وصف کا، جو فرع میں لاحق ہے، یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کی وجہ سے مقیس علیہ کا حکم مقیس فرع میں ثابت ہے۔ بخلاف حدیثِ رسول ﷺ کے، کہ وہ یقینی ہے اور رسول ﷺ کا فرمودہ! ۔۔۔ اس میں شبہ صرف نقل و اسناد میں ہو سکتا ہے لیکن جب راوی عادل، حافظ اور تام الضبط ہے تو یہ شبہ بھی زائل ہوگیا! ۔۔۔ اس لیے اشتراطِ فقہ ایک بے معنی بات ہے"۔[97]

---

[95] دراسات اللبیب ص ۱۸۳ [96] حجۃ اللہ البالغۃ ص ۱۶۵-۱۶۶

[97] ازالۃ الحیرۃ فی فقاہتِ ابی ہریرۃ رضؓ ص ۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقالات

مولانا عبدالرحمان عزیز الہ آبادی

قسط ۴ (آخری)

مقامِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر شیعہ سُنّی اتحاد

محاصرہ:

شوال ۳۵ھ میں ان فتنہ پرداز قافلوں کی روانگی کا آغاز ہوا۔ بصرہ سے حرقوص بن زبیر کی قیادت میں ایک ہزار کا قافلہ روانہ ہوا۔ کوفہ سے مالک بن اشتر کی قیادت میں ایک ہزار کا قافلہ نکلا۔ جبکہ غافقی بن حرب کی قیادت میں ایک ہزار کا قافلہ مصر سے روانہ ہوا۔ مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر یہ تینوں قافلے اکٹھے ہو گئے۔ اور مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو کر حالات کا جائزہ لینے کے لیے اپنے قاصد روانہ کئے۔ چنانچہ چند آدمی بصورتِ وفد حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور امہات المؤمنینؓ سے ملے اور اپنی آمد کا مقصد بیان کیا۔ ان حضرات نے انہیں ملامت کر کے واپس جانے کو کہا۔ مگر شرپسندوں نے کہا کہ ہم آپ کے مرسلہ مکتوب کے تحت آپ کی بیعت کرنے آئے ہیں، ہم سے بیعت لیں۔ ان حضرات نے حلفاً مکتوب وغیرہ روانہ کرنے سے متعلق اپنی لاعلمی کا اظہار کیا۔ تاہم طویل گفتگو کے بعد حاکمِ مصر کی

ؐ تمام بلوائی (مصری، بصری، کوفی) عبداللہ بن سبا کے ہمراہ ذی خشب کے مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ ان حضرات کے پاس آ کر جب انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا: "مسلمانوں کو معلوم ہے کہ نبی علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ذی مرۃ اور ذی خشب والے لعنتی ہیں۔ اس لیے واپس چلے جاؤ، خدا انہیں ذلیل کرے!" ــــ (البدایہ ص ۱۷۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معزولی اور محمد بن ابی بکر کی تقرری پر رضامندی کا اظہار کیا۔ حضرت علیؓ کے مشورہ سے حضرت عثمانؓ نے محمد بن ابی بکر کو ان کی مرضی کے مطابق عامل مقرر کر کے بلوائیوں کو واپس بھیج دیا۔ چند دن کے بعد تمام باغی گروہ نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور حضرت عثمانؓ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ حضرت علیؓ نے ہر چند سمجھایا[1] مگر بلوائی نہ مانے۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر حضرت علیؓ بادلِ نخواستہ مدینۃ النبیؐ سے باہر چلے گئے، تاہم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو مسلح ہو کر حضرت عثمانؓ کے دروازے پر موجود رہنے کی تاکید کی[2] اسی طرح حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے بھی اپنے صاحبزادوں کو حفاظتِ عثمانؓ کے لیے بھیج دیا[3]

حضرت عثمانؓ کی تقریر:

جب بلوائیوں نے حضرت عثمانؓ کا پانی بھی بند کر دیا تو آپؓ ایک دن مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر یوں گویا ہوئے:

"اُنْشِدُکُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَيْسَ بِهَا مَآءٌ يُّسْتَعْذَبُ غَيْرَ بِئْرِ رُوْمَةَ فَقَالَ مَنْ يَّشْتَرِیْ بِئْرَ رُوْمَةَ يَجْعَلُ دَلْوَهٗ مَعَ دِلَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ بِخَيْرٍ لَّهٗ مِنْهَا فِی الْجَنَّةِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِیْ وَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِیْ اَنْ اَشْرَبَ مِنْهَا حَتّٰی اَشْرَبَ مِنْ مَّآءِ الْبَحْرِ فَقَالُوْا اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ اُنْشِدُکُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ

[1] "وَ دَفَعَ عَنْهُ طَوِيْلًا بِيَدِهٖ وَلِسَانِهٖ" (شرح نہج البلاغہ صفحہ ۳۵۴/۴) "حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے کافی حد تک مدافعت کی۔"

[2] "وَهُوَ الَّذِیْ اَمَرَ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ اَنْ يَّذُبَّا النَّاسَ عَنْهُ ۔۔۔۔" (حاشیہ نہج البلاغہ ص ۱/۹) "حضرت علیؓ نے حضراتِ حسنینؓ کو حکم دیا تھا کہ بلوائیوں کو حضرت عثمانؓ پر حملہ کرنے سے ہٹائیں۔"

[3] مختصر سیرت الرسول عربی ص ۴۹۰ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَسْجِدَ ضَاقَ بِاَهْلِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّشْتَرِيْ بُقْعَةَ اٰلِ فُلَانٍ فَيَزِيْدُهَا فِي الْمَسْجِدِ فَاشْتَرَيْتُهَا مِنْ صُلْبِ مَالِيْ فَاَنْتُمُ الْيَوْمَ تَمْنَعُوْنَنِيْ اَنْ اُصَلِّيَ فِيْهَا رَكْعَتَيْنِ فَقَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ جَهَّزْتُ جَيْشَ الْعُسْرَةِ مِنْ مَالِيْ قَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اُنْشِدُكُمُ اللّٰهَ وَالْاِسْلَامَ هَلْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَلٰى ثَبِيْرِ مَكَّةَ وَمَعَهٗ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ وَاَنَا فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ حَتّٰى تَسَاقَطَتْ حِجَارَتُهٗ بِالْحَضِيْضِ فَرَكَضَهٗ بِرِجْلِهٖ قَالَ اسْكُنْ ثَبِيْرُ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَّصِدِّيْقٌ وَّشَهِيْدَانِ قَالُوْا اللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ شَهِدُوْا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ اِنِّيْ شَهِيْدٌ ثَلَاثًا"

(مشکوٰۃ باب مناقب عثمانؓ)

"میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہاں سوائے بئر رومہ کے پینے کے لیے میٹھا پانی نہ تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا "جو شخص بئر رومہ کو خرید کر وقف کر دے اور اپنے ڈول کو مسلمانوں کا سا ڈول سمجھے اس کا بدلہ جنت میں نیکی ہو" چنانچہ میں نے یہ کنواں اپنے مال[1] سے خریدا۔ لیکن آج تم لوگ اس کنویں کا پانی پینے سے مجھ کو روکتے ہو اور میں سمندر کا کھارا پانی پی رہا ہوں"۔ انہوں نے کہا "بخدا ایسی بات ہے!" — (پھر فرمایا)، میں تمہیں خدا اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، تمہیں معلوم ہے کہ نمازیوں کے لیے جگہ تنگ تھی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ "جو شخص

[1] حضرت عثمانؓ نے اس کنویں کا نصف بارہ ہزار پھر باقی نصف اٹھارہ ہزار میں خرید کر وقف کیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلاں کی زمین کو خرید کر مسجد کو بڑھا دے اس کو جنت میں چن کر بدلہ دیا جائے گا۔"
تو میں نے اپنے مال[1] سے اس زمین کو خرید کیا، آج تم مجھے اس مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔" انہوں نے کہا "بخدا درست ہے!" ---- پھر فرمایا "میں تمہیں خدا اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں تمہیں معلوم ہے کہ میں نے تبوک کے لشکر کا سامان اپنے مال سے درست کیا؟" انہوں نے کہا "بخدا، درست ہے!" ---- پھر فرمایا "میں تمہیں خدا اور اسلام کے حوالے سے پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ نبی علیہ السلام مکہ میں کوہِ ثبیر پر تشریف فرما تھے، اور آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ اور میں بھی تھا۔ پہاڑ حرکت کرنے لگا اور پتھر نیچے گرنے لگے تو نبی علیہ السلام نے پاؤں سے ٹھوکر مار کر فرمایا: "ثبیر ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبیؐ، ایک صدیقؓ اور دو شہیدؓ ہیں۔" انہوں نے کہا "بخدا، ٹھیک ہے!" اس پر حضرت عثمانؓ نے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے فرمایا کہ "تم نے شہادت ادا کر دی، بخدا میں شہید ہوں۔" یہ جملہ تین بار فرمایا۔"

اس تقریر کا بلوائیوں پر ایسا اثر ہوا کہ اکثر خود بھی قتل خلیفہ سے رک گئے اور دوسروں کو بھی روکنے لگے۔ اتنے میں مالک بن اشتر کوفی آیا اور اس نے شر پسند، اور تخریب کار عناصر کو اس طرح ابھارا کہ وہ پھر قتلِ خلیفہ پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت عثمانؓ نے مالک بن اشتر سے کہا "تم کیا چاہتے ہو؟" اس نے جواب دیا "خلافت سے دست بردار ہو جاؤ۔" آپؓ نے فرمایا "یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ جو قمیص[2] مجھے اللہ تعالیٰ نے پہنائی ہے وہ خود ہی اتار دوں اور اُمتِ محمدیہ کے لیے ظلم و ستم کے دروازے کھول دوں!" (طبقات ابن سعد ص ۷۳ ج ۳)

---

[1] حضرت عثمانؓ نے اس زمین کو پچیس ہزار میں خریدا۔

[2] یہ نبی علیہ السلام کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے، جو نبی علیہ السلام نے حضرت عثمانؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا: "عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عُثْمَانُ إِنَّهُ لَعَلَّ اللّٰهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيصًا فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ۔

(الترمذی وابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب عثمانؓ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر فرمایا "خدا کی قسم اگر تم مجھے قتل کرو گے تو کبھی بھی آرام و سکون اور محبت و یگانگت کی زندگی بسر نہ کر سکو گے۔ نہ ہی ایک امام کی اقتداء میں رہ سکو گے اور نہ ہی اسلام کے دشمنوں سے لڑائی کر سکو گے، بلکہ تمہاری[1] آپس میں ہی خانہ جنگی ہو گی۔"
(طبقات ابن سعد ص ۶۸ / ۳)

حضرت عبداللہ بن سلامؓ کی تقریر:

حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے بھی محاصرین سے فرمایا: "لوگو تم عثمانؓ کو قتل نہ کرو تم میں سے جو شخص عثمانؓ کو قتل کرے گا وہ اللہ تعالیٰ سے کوڑھی ہو کر ملے گا۔ شمشیرِ خدا اب میان میں ہے، اگر تم نے عثمانؓ کو قتل کر دیا تو خدا کی قسم وہ تلوار کو میان سے کھینچے گا پھر وہ قیامت تک میان میں نہ جائے گی! لوگو، جب کوئی نبی قتل کیا جاتا ہے تو ستر ہزار انسانوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی خلیفہ قتل کیا جاتا ہے تو پینتیس ہزار جانوں کو قتل کیا جاتا ہے، تب وہ قوم پھر جمع ہوتی ہے۔ (تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ)

اصل الفاظ یوں ہیں:

"لَا تَقْتُلُوْهُ فَوَاللّٰهِ لَا يَقْتُلُهٗ رَجُلٌ مِّنْكُمْ اِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ اَجْذَمَ لَا يُدَّ لَهٗ وَاِنَّ سَيْفَ اللّٰهِ لَمْ يَزَلْ مَغْمُوْدًا وَاِنَّكُمْ وَاللّٰهِ اِنْ قَتَلْتُمُوْهُ لَيَسُلَّنَّهُ اللّٰهُ ثُمَّ لَا يُغْمِدُهٗ عَنْكُمْ اَبَدًا وَمَا قُتِلَ نَبِيٌّ اِلَّا قُتِلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَّلَا خَلِيْفَةٌ اِلَّا قُتِلَ بِهٖ خَمْسَةٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ اَلْفًا قَبْلَ اَنْ يَّجْتَمِعُوْا۔"

شہادت:

بلوائی متعدد بار حملہ آور ہوئے، مگر دروازہ پر سے پہرے دار انہیں بھگا دیتے۔ حضرت

---

[1] خلیفہ راشدؓ کی یہ پیشینگوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ جب یہ لوگ باز نہ آئے تو انہیں بددعا دی:
"اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا۔"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغیرہؓ بن اخنس اس منظر کو برداشت نہ کر سکے۔ چند آدمیوںؓ کی معیت میں مقابلہ پر اتر آئے۔ بالآخر اسی مقابلہ میں حضرت عثمانؓ سے پہلے شہید ہوئے۔ حضرت ابو ہریرۃؓ بھی بلوائیوں پر ٹوٹ پڑے مگر حضرت عثمانؓ کے منع کرنے سے رک گئے۔ پہرے دار دروازہ پر متعین تھے۔ مگر بلوائی کسی ؎ پڑوسی کے مکان سے حضرت عثمانؓ کے گھر میں گھس آئے۔ سب سے پہلے محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمانؓ کی داڑھی پکڑ کر کہا "اے لمبی داڑھی والے تجھے اس بڑھاپے میں بھی خلافت کی ہوس ہے ؟" تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا "اے محمد بن ابی بکر، اگر آج تمہارے باپ حضرت صدیق اکبرؓ زندہ ہوتے تو میری اس پیرانہ سالی کی قدر کرتے۔ انہوں نے زندگی بھر میری اس سفید داڑھی کی قدر کی" یہ سن کر محمد بن ابی بکر شرما گیا اور واپس چلا گیا۔ بعد ازاں بلوائیوں کا ایک گروہ اندر آیا اور حضرت عثمانؓ پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ آپؓ کی بیوی حضرت نائلہؓ نے فوراً تلوار کے وار کو روکا، جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں اور ان کی چیخ نکل گئی۔ مگر یہ آواز محافظ صحابہ کرامؓ تک پہنچ نہ سکی۔ دوسرے وار سے خونِ عثمانؓ کے قطرے آیتِ قرآنی "فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" پر گرے اور آپؓ روزہ کی حالت میں شہید ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ صحابہ کرامؓ کو حضرت نائلہؓ کی آوازیں اس وقت سنائی دیں جب بلوائی اپنا کام کر چکے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت حسنؓ بن علیؓ اس کوشش میں زخمی ہوئے۔ (البدایہ والنہایہ ص ۱۸۸)

قاتل فرار ہوئے، بعض حضرت عثمانؓ کے غلاموں کے ہاتھوں مارے گئے اور دو غلاموں نے بھی اس کوشش میں جامِ شہادت نوش فرمایا۔ اب پہرہ دینے اور حفاظتی دستہ متعین کرنے کی ضرورت باقی نہ رہی ؎۲ عمرو بن حمق نے حضرت عثمانؓ کے جسمِ اطہر پر نیزے کے نو زخم لگائے جبکہ ایک ظالم عمیر نے پاؤں سے ٹھوکریں ماریں جس سے آپؓ کی پسلیاں ٹوٹ

؎ حضرت ابو ہریرۃؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن سلامؓ، حضرت محمد بن حاطبؓ، حضرات حسنین بن علیؓ، حضرت محمد بن طلحہؓ یہ تمام حضرت عثمانؓ سے بلوائیوں کو روکتے تھے۔

(سیرت الرسول عربیؐ ص ۴۹)

؎۲ جس کے باعث باغی مکان کے اندر آگئے اور گھر بار لوٹ لیا۔ حتیٰ کہ بدن کے کپڑے بھی نوچ لیے۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ۔!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئیں۔ دامادِ رسول سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کی نعش تین دن تک بے گور و کفن پڑی رہی۔ تیسرے دن حضرت جبیرؓ بن مطعم، حضرت حکیم بن حزامؓ، حضرت ابو جہمؓ بن حذیفہ اور حضرت خیار بن مکرمؓ اسلمی نے بعد نمازِ عشاء جنازہ اٹھایا۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی، جبکہ باقی تین ساتھی اور حضرت عثمانؓ کی دونوں بیویاں مقتدی تھے۔

حضرت حکیم بن حزامؓ اور آپؓ کی دونوں بیویاں نگرانی کرتے رہے۔ باقی تین آدمیوں نے جنت البقیع کے جنوب مشرقی کونے میں آپؓ کو لحد میں اتارا اور قبر برابر کر دی تاکہ پہچان نہ ہو سکے۔ رضی اللہ عنہ!

شہادتِ عثمانؓ پر حضرت علیؓ کا بیان:

حضرت علیؓ کو جب شہادتِ عثمانؓ کی اطلاع لوگوں نے دی تو آپؓ نے فرمایا:
"تَبًّا لَكُمْ آخِرَ الدَّهْرِ" (الاستیعاب، رحمۃ للعالمین ص ۹۹/۲) "اب تم پر ہمیشہ بربادی اور تباہی مسلط رہے گی!"

اور البدایہ میں ہے، ابو جعفر انصاری بیان کرتے ہیں کہ "جب حضرت عثمانؓ شہید کئے گئے تو میں حضرت علیؓ کے پاس آیا۔ اس وقت آپؓ کے سر پر سیاہ پگڑی تھی۔ میں نے کہا کہ "بلوائیوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا ہے"! آپؓ نے فرمایا "قیامت تک ان قاتلوں پر بربادی، ہلاکت، اور لعنت برستی رہے گی!" (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ص ۱۹۳/۷)

حضرت قیس بن عبادہ فرماتے ہیں کہ "میں نے جنگِ جمل کے دن حضرت علیؓ کو یہ فرماتے سنا: "الٰہی میں خونِ عثمانؓ سے اپنی بریت کا اظہار کرتا ہوں، بلاشبہ شہادتِ عثمانؓ کے دن میرے ہوش اڑ گئے اور میں نے اسے بُرا جانا۔ لوگ بیعت کے لیے میرے پاس آئے تو میں نے کہا "خدا کی قسم مجھے شرم آتی ہے کہ میں ایسی قوم سے بیعت لوں جس نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا ہے اور پھر ایسی حالت میں کہ حضرت عثمانؓ بے گور و کفن ہوں"! اس کے بعد لوگ واپس چلے گئے۔ پھر دوبارہ لوٹ آئے اور بیعت کا سوال کیا۔ میں نے کہا "الٰہی ابھی اس کام پر جرأت کرنے سے ڈرتا ہوں" پھر لوگ بضد ہو کر آئے تو میں نے بیعت لے لی۔ لوگوں نے امیر المومنین کہہ کر میرے سینے کو چاک کر دیا۔ میں نے کہا "خدایا کچھ بھی ہو، تو حضرت عثمانؓ کو مجھ سے راضی کر دے"! (تاریخ الخلفاء للسیوطیؒ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصل الفاظ یوں ہیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَیْکَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ، وَ لَقَدْ طَاشَ عَقْلِیْ یَوْمَ قُتِلَ عُثْمَانُ، وَ اُنْکِرَتْ نَفْسِیْ جَاءُوْنِیْ لِلْبَیْعَۃِ فَقُلْتُ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ اَنْ اُبَایِعَ قَوْمًا قَتَلُوْا عُثْمَانَ وَاِنِّیْ لَاَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰہِ اَنْ اُبَایِعَ وَعُثْمَانُ لَمْ یُدْفَنْ فَانْصَرَفُوْا فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ فَسَأَلُوْنِی الْبَیْعَۃَ فَقُلْتُ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ مُشْفِقٌ مِمَّا اُقْدِمُ عَلَیْہِ ثُمَّ جَاءَتْ عَزِیْمَۃٌ فَبَایَعْتُ فَقَالُوْا یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَکَاَنَّمَا صُدِعَ قَلْبِیْ وَقُلْتُ اَللّٰھُمَّ خُذْ مِنِّیْ لِعُثْمَانَ حَتّٰی تَرْضٰی۔"

حضرت حسنؓ کی روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ نے محاصرہ کے دن حضرت علیؓ کو بلانے کے لیے ایک آدمی بھیجا۔ حضرت علیؓ تیار ہوئے تو بلوائیوں نے روک لیا اور کہا "اے علیؓ، تم ان لشکروں کو نہیں جانتے، ہم تمہیں آگے نہیں جانے دیں گے"۔ حضرت علیؓ نے اپنی سیاہ پگڑی اتار کر قاصدِ عثمانؓ کی طرف پھینک دی اور کہا کہ "امیر المومنینؓ کو سارا ماجرا کہہ دو، میں مجبور کر دیا گیا ہوں"۔ پھر اسی حالت میں مدینہ چھوڑ کر احجار الزیت چلے گئے۔ جب آپؓ کو شہادتِ عثمانؓ کی خبر ملی تو آپؓ (حضرت علیؓ) نے فرمایا: "اے اللہ میں تیرے سامنے خونِ عثمانؓ سے اپنی بریت پیش کرتا ہوں میں نے قتل کیا ہو یا اشارہ بھی کیا ہو!" (طبقات ابن سعد ص ۶۸/۳)

اصل الفاظ ملاحظہ ہوں:

"اَنَّ عُثْمَانَ بَعَثَ اِلٰی عَلِیٍّ وَھُوَ مَحْصُوْرٌ فِی الدَّارِ اَنِ ائْتِنِیْ فَقَامَ عَلِیٌّ لِیَاْتِیَہٗ فَقَالَ بَعْضُ اَھْلِ عَلِیٍّ حَتّٰی حَبَسَہٗ وَقَالَ اَلَا تَرٰی مَا بَیْنَ یَدَیْکَ مِنَ الْکَتَائِبِ؟ لَا تَخْلُصُ اِلَیْہِ وَعَلٰی عَلِیٍّ عِمَامَۃٌ سَوْدَاءُ فَنَقَضَھَا عَلٰی رَاْسِہٖ ثُمَّ رَمٰی بِھَا اِلٰی رَسُوْلِ عُثْمَانَ وَقَالَ اَخْبِرْہُ بِالَّذِیْ قَدْ رَاَیْتَ ثُمَّ خَرَجَ عَلِیٌّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتَّی انْتَھٰی اِلٰی اَحْجَارِ زَیْتٍ فِیْ سُوْقِ الْمَدِیْنَۃِ فَاَتَاہُ قَتْلُہٗ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَبْرَءُ اِلَیْکَ مِنْ دَمِہٖ اَنْ اَکُوْنَ قَتَلْتُ اَوْ مَالَأْتُ عَلٰی قَتْلِہٖ"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(طبقات ابنِ سعد ص ۶۸ ج ۳)

اور حضرت ابوالعالیہؒ کی روایت کے مطابق: "پھر حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کی لاش کے پاس آئے اور اس قدر روئے کہ ہمیں حضرت علیؓ کی موت کا خدشہ پیدا ہو گیا۔" (البدایہ والنہایہ ص ۱۹۳ ج ۷)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کے مطابق حضرت علیؓ نے فرمایا:

"اِنْ شَآءَ النَّاسُ حَلَفْتُ لَهُمْ عِنْدَ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ بِاللّٰهِ مَا قَتَلْتُ عُثْمَانَ وَلَا اَمَرْتُ بِقَتْلِهٖ وَلَقَدْ نَهَيْتُهُمْ فَعَصَوْنِيْ۔"

(اَيْضًا)

"اگر لوگ چاہیں تو میں مقامِ ابراہیمؑ کے پاس کھڑا ہو کر اللہ کی قسم کھانے کو تیار ہوں کہ نہ میں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے اور نہ اس کا حکم دیا ہے۔ بلکہ میں بلوائیوں کو روکتا رہا، مگر ان ظالموں نے میری ایک نہ مانی!" (البدایہ والنہایہ ص ۱۹۳ ج ۷)

آہ! مظلوم شہید، دامادِ رسولؐ، خلیفۂ ثالث سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا خون آلود کرتہ اور ان کی بیوی نائلہؓ کی کٹی ہوئی انگلیاں دمشق کی جامع مسجد میں بر سرِ عام پڑی رہیں، جن کو دیکھ دیکھ کر لوگ سال بھر روتے رہے اور اکثر لوگوں نے تو اپنی بیویوں کے پاس جانا چھوڑ دیا۔ (البدایہ ص ۲۲۷ ج ۷)

حضرت قاسمؒ بن امیہ نے شہادتِ عثمانؓ کی خبر سن کر فرمایا۔

لَعَمْرِيْ لَبِئْسَ الذِّبْحَ ضَحَّيْتُمْ بِهٖ
خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَوْمَ الْاَضَاحِيَا

"لوگو، خدا کی قسم، تم نے نبی علیہ السلام کے بعد قربانی کے دن بہت بری قربانی دی ہے!"

کعب بن مالکؓ نے کہا:

قَاتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا كَانَ اَمْرُهُمْ
قَتْلَ الْاِمَامِ الزَّكِيِّ الطَّيِّبِ الرَّؤُوْفِ
مَا قَتَلُوْهُ عَلٰى ذَنْبٍ اَلَمَّ بِهٖ
اِلَّا الَّذِيْ نَطَقُوْا زُوْرًا وَلَمْ يَكُنْ

(حاشیہ رحمۃ للعالمین ص ۱۰۱ ج ۲ بحوالہ نہج البلاغۃ مطبوعہ تبریز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"خداوندِ قدوس اس قوم کو تباہ و برباد کرے، جس نے پاک طینت، برگزیدہ امام کو قتل کیا۔ وہ کسی گناہ کی وجہ سے قتل نہیں کیا گیا، بلکہ لوگوں کی خود ساختہ اور بے اصل باتوں کی وجہ سے قتل کیا گیا ہے۔"

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:

سے مَنْ سَرَّهُ الْمَوْتُ صِرْفًا لَا مِزَاجَ لَهُ
فَلْيَأْتِ مَأْسَدَةً فِي دَارِ عُثْمَانَا
ضَحَّوْا بِأَشْمَطَ عُنْوَانُ السُّجُوْدِ بِهِ
يُقَطِّعُ اللَّيْلَ تَسْبِيْحًا وَقُرْآنًا
صَبْرًا فِدًى لَكُمْ أُمِّيْ وَمَا وَلَدَتْ
قَدْ يَنْفَعُ الصَّبْرُ فِي الْمَكْرُوْهِ أَحْيَانًا
لَتَسْمَعُنَّ وَشِيْكًا فِيْ دِيَارِهِمْ
اللهُ أَكْبَرُ يَا ثَارَاتِ عُثْمَانَا

(اسد الغابہ ذکرِ عثمان رضی اللہ عنہ۔ مختصر سیرت الرسول عربی مطبوعہ سلفیہ لاہور ص ۲۹۱)

"جو کسی آمیزش سے پاک موت دیکھنے کا خواہش مند ہے۔ اسے چاہیے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر جائے۔

لوگوں نے اس کو قتل کر ڈالا جس کی پیشانی پر سجدہ کے نشان تھے، اور وہ تمام رات قرآن کی تلاوت اور نماز پڑھنے میں گزار دیتا تھا۔

مسلمانو! صبر کرو میری ماں اور بھائی قربان ہوں۔ بلاشبہ مصیبت کے وقت صبر ہی نفع بخشتا ہے۔

تم ضرور ان کے شہروں میں تاخت و تاراج کی خبر سنو گے اور اللہ اکبر کی آوازوں کے ساتھ انتقام کے نعرے سنو گے۔"

مزید فرمایا: سے فَكَفَّ يَدَيْهِ ثُمَّ أَغْلَقَ بَابَهُ
وَأَيْقَنَ أَنَّ اللهَ لَيْسَ بِغَافِلِ
وَقَالَ لِأَهْلِ الدَّارِ لَا تَقْتُلُوْهُمُ
عَفَا اللهُ عَنْ ذَنْبِ امْرِئٍ لَمْ يُقَاتِلِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَكَيْفَ رَأَيْتَ اللّٰهَ أَلْقَى عَلَيْهِمُ
الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ بَعْدَ التَّوَاصُلِ
وَكَيْفَ رَأَيْتَ الْخَيْرَ أَدْبَرَ بَعْدَهُ
عَنِ النَّاسِ إِدْبَارَ السَّحَابِ الْحَوَافِلِ (مختصر سیرت الرسولؐ ص ۲۹۲)

"اس نے اپنا ہاتھ روک کر دروازہ بند کر دیا اور یقین کر لیا کہ خدا غافل نہیں ہے۔

انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہہ دیا کہ دشمنوں کو قتل نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اس کو معاف کرے گا جو مسلمان کو قتل نہیں کرتا۔

پھر تم نے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر کیسی مصیبت نازل کی، یعنی باہمی الفت کے بعد باہمی بغض و عداوت میں مبتلا ہو گئے!

تو نے دیکھ لیا، عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد بھلائی لوگوں سے کیونکر پیٹھ پھیر کر چل دی؟ گویا آندھی تھی۔ آئی اور نکل گئی!" —— رضی اللہ عنہ!

اہلِ توحید کے لیے خوشخبری

لادینیت کے سیلاب کو روکنے کے لیے، لوگوں تک کتاب و سنّت کی آواز کو پہنچانے کے لیے، اور ان کو مقصدِ حیات سے آگاہ کرنے کے لیے تحریکِ مجاہدینِ اسلام نے تبلیغ کا وہی انداز اپنایا ہے جو انبیاء کرام نے اختیار کیا تھا اس سلسلہ میں تحریک نے مفت تبلیغی پروگراموں کا اہتمام کیا ہے۔ جن میں علماء کی آمدورفت اور اشتہارات وغیرہ کا خرچہ تحریک برداشت کرے گی۔ لہٰذا جو حضرات اپنے علاقوں میں تبلیغی پروگرام رکھنا چاہتے ہوں وہ درج ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں:

محمد خالد سیف امیر تحریکِ مجاہدینِ اسلام

۹۱ - بابر بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور ۱۷ فون ۸۵۷۳۴۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

جناب غازی عزیر

(قسط ۴ آخری)

"حقیقتِ محمدیہ" اور "نورِ محمدی" کی حقیقت

ایک اور مقام پر علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں :

"گمراہ لوگ یہ وہم کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت (تخلیق آدمؑ سے قبل) موجود تھے اور ان کی ذات تمام ذوات سے قبل پیدا کی گئی تھی۔ اس کے لیے وہ بعض گھڑی ہوئی احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر وہ حدیث کہ "آپؐ عرش کے چاروں طرف پھیلا ہوا نور تھے اور آپؐ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نور میں ہی تھا" ان میں سے بعض یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کے قرآنِ کریم لانے سے قبل ہی اسے حفظ کر لیا تھا۔ وغیرہ الخ" [۱۶۴]

بعض اور مشہور روایات، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور سے پیدا ہونا مروی ہے، اس طرح ہیں :

"خَلَقَنِيَ اللّٰهُ مِنْ نُّوْرِهٖ وَخَلَقَ اَبَابَكْرٍ مِنْ نُّوْرِيْ وَخَلَقَ عُمَرَ مِنْ نُّوْرِ اَبِيْ بَكْرٍ وَخَلَقَ اُمَّتِيْ مِنْ نُّوْرِ عُمَرَ وَعُمَرُ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ" [۱۶۵]

"اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا فرمایا اور حضرت ابوبکرؓ کو میرے نور سے اور حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے نور سے اور میری اُمت کو حضرت عمرؓ کے نور سے پیدا فرمایا۔ اور حضرت عمرؓ تمام جنتیوں کے سراج ہیں۔"

اس حدیث کو ابونعیمؒ نے بطریق "احمد بن یوسف المنبجی عن ابی شعیب السوسی عن الہیثم بن جمیل

---

[۱۶۴] رد علی البکری لابن تیمیہؒ ص ۹ طبع سلفیۃ بمصر

[۱۶۵] رواہ ابونعیم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عن ابی معشر عن المقبری عن ابی ہریرۃؓ" روایت کیا ہے۔ ابو نعیمؒ فرماتے ہیں: "یہ روایت باطل اور کتاب اللہ کے خلاف ہے۔" علامہ ابن عراق الکنانیؒ فرماتے ہیں: "ابو معشر، ہیثم اور ابو شعیب سب متروک ہیں [166]۔" علامہ ذہبیؒ نے اس حدیث کو میزان الاعتدال میں نقل کرنے کے بعد اس کا بطلان کیا ہے۔ فرماتے ہیں: "یہ کذب ہے جسے ان تینوں (ابو معشر، ہیثم بن جمیل اور ابو شعیب السوسی) میں سے کسی نے ایجاد کیا ہے۔ میرے نزدیک اس کی آفت احمد بن یوسف المنجی ہے [167]۔"

احمد بن یوسف المنجی کے متعلق علامہ ذہبیؒ اور علامہ ابن عراق الکنانیؒ فرماتے ہیں کہ:
"معروف نہیں اور کذب کی خبر لاتا ہے [168]۔"

اس روایت کے دوسرے راوی ابو معشر کو علامہ حافظ ابن حجرؒ نے "ضعیف اور اختلاط کرنے والا" بتایا ہے۔ علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ "امام احمدؒ وغیرہ نے اس کی تضعیف کی ہے، لیکن بعض نے اسے ثقہ بھی بتایا ہے۔" ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: "وہ ضعیف ہے۔" ابن معینؒ کا قول ہے: "قوی نہیں ہے۔" ابن مہدیؒ فرماتے ہیں: "معروف لیکن منکر ہے۔" ابن مدینیؒ فرماتے ہیں: "ضعیف ہے۔" نسائیؒ اور دار قطنیؒ نے بھی اسے "ضعیف" قرار دیا ہے۔ امام بخاریؒ اسے "منکر الحدیث" بتاتے ہیں۔ ابن عدیؒ کا قول ہے کہ "اس میں ضعف ہے لیکن اس کی حدیث لکھی جاتی ہے۔" مزید تفصیل کے لیے مجمع الزوائد للہیثمیؒ، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ، الضعفاء والمتروکین للنسائیؒ، تاریخ یحییٰ ابن معینؒ، سؤالات محمد بن عثمانؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ، التاریخ الصغیر للبخاریؒ، الضعفاء الصغیر للبخاریؒ، معرفۃ والتاریخ للبسویؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، مجروحین لابن حبانؒ، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، الضعفاء والمتروکین للدارقطنیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان، فہارس مجمع الزوائد لزغلول اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی وغیرہ کی طرف مراجعت فرمائیں [169]۔

---

[166] تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱ ص ۳۳۷ [167] میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۱۶۶ [168] تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱ ص ۳۵ و میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۱۶۶ [169] مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۱۵۴، ج ۵ ص ۱۴۰، ۲۷۹، ج ۶ ص ۶۹، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۱ ص ۲۷۹، ج ۳ ص ۱۹۴، الضعفاء والمتروکین للنسائی ترجمہ نمبر ۵۹۰، تاریخ یحییٰ بن معین ج ۳ ص ۱۶۰، ۲۰۴، ۲۵۵ طبع مرکز بحث العلمی مکہ مکرمہ ۱۳۹۹ھ، سؤالات محمد بن عثمان ترجمہ نمبر ۱۰۷، التاریخ الکبیر للبخاری ج ۴ ص ۲ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۶۰ھ، التاریخ الصغیر للبخاری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سند کا دوسرا راوی ہیثم بن جمیل ہے، جسے علامہ ہیثمیؒ، عجلیؒ، دار قطنیؒ اور امام احمدؒ وغیرہ نے "ثقہ" کہا ہے لیکن ابن عدیؒ فرماتے ہیں: "وہ حافظ نہیں ہے، ثقات کی طرف سے غلطیاں کرتا ہے" ابن حجرؒ فرماتے ہیں: "ثِقَةٌ مِنْ أَصْحَابِ الْحَدِيْثِ كَأَنَّهُ تَرَكَ فَتَغَيَّرَ ۔" علامہ ذہبیؒ نے بھی اس کے ترجمہ میں مختلف ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال نقل کیے ہیں۔ تفصیلی ترجمہ کے لیے معرفۃ الثقات للعجلیؒ، مجمع الزوائد للہیثمی رحؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، تہذیب التہذیب لابن حجرؒ، تاریخ بغداد للخطیب بغدادیؒ، سیر اعلام النبلاء للذہبیؒ، طبقات الحفاظ للسیوطیؒ، فہارس مجمع الزوائد للزغلول، تذکرۃ الحفاظ للذہبیؒ اور میزان الاعتدال للذہبیؒ وغیرہ[۲۷] کی طرف رجوع فرمائیں۔

اس کا چوتھا راوی ابوشعیب السوسی ہے، جس کے متعلق نسائیؒ کا قول ہے: "ثقہ نہیں ہے" علامہ ہیثمیؒ فرماتے ہیں: "ضعیف اور متروک ہے" ابن حجرؒ فرماتے ہیں: متروک اور ناصبی ہے"۔ علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں: "امام احمدؒ نے اسے متروک قرار دیا ہے" ابن معینؒ کا قول ہے: "وہ کچھ بھی نہیں ہے" فلاسؒ بیان کرتے ہیں: "یحییٰؒ اور ابن مہدیؒ اس سے حدیث نہیں لیتے" امام بخاریؒ فرماتے ہیں: "شعبہؒ نے اس پر کلام کیا ہے" جوزجانیؒ کہتے

ج ۲ ص ۱۷۲، ۲۰۵ طبع دار الوعی حلب ۱۳۹۷ھ، الضعفاء الصغیر للبخاری ترجمہ ۳۸۰ طبع دار الوعی حلب ۱۳۹۶ھ، معرفۃ والتاریخ للبسوی ج ۳ ص ۱۷، ۲۰۶ طبع مؤسسۃ الرسالہ بیروت ۱۴۰۱ھ، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۴ ص ۳۰۸، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۴۹۳، مجروحین لابن حبان ج ۳ ص ۶ طبع دار الباز مکۃ المکرمہ، کامل لابن عدی ج ۷ ترجمہ ۲۵۱۶، الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ ۵۵، میزان الاعتدال للذہبی ج ۴ ص ۲۴۶، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۲۹۸، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۲۲۷، ۲۸۱، ۴۹۲، سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للالبانی ج ۱ ص ۳۶۱، ج ۲ ص ۴۳، ۵۰۳، ۴۲۶، ج ۴ ص ۲۵۴، ۴۵۴، ۵۶۴ وفہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۲۳۹ وغیرہ۔

۲۷۔ معرفۃ الثقات للعجلی ج ۲ ص ۳۳۵، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۲ ص ۵۹، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۲ ص ۳۲۶، تہذیب التہذیب لابن حجر ج ۱۱ ص ۹۰، تاریخ بغداد للخطیب ج ۱۴ ص ۵۵، سیر اعلام النبلاء للذہبی ج ۱۰ ص ۳۹۶ طبع مؤسسۃ الرسالہ بیروت، طبقات الحفاظ للسیوطی ص ۱۶۳ طبع مکتبہ وہبیہ ۱۳۹۳ھ، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۴۱۶، تذکرۃ الحفاظ للذہبی ج ۱ ص ۳۶۳ ومیزان الاعتدال للذہبی ج ۴ ص ۳۲۰ وغیرہ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں: "قوی نہیں ہے" ایسا ہی ایک قول دارقطنیؒ سے بھی منقول ہے۔ تفصیلی ترجمہ کے لیے تاریخ یحییٰ بن معینؒ، سؤالات محمد بن عثمانؒ، التاریخ الکبیر للبخاریؒ، التاریخ الصغیر للبخاریؒ، مجمع الزوائد للہیثمیؒ، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوریؒ، الضعفاء الکبیر للعقیلیؒ، الضعفاء والمتروکین للنسائیؒ، فہارس مجمع الزوائد للزغلول، معرفۃ والتاریخ للبسویؒ، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتمؒ، مجروحین لابن حبانؒ، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، الضعفاء والمتروکین للدارقطنیؒ، میزان الاعتدال للذہبیؒ، المغنی فی الضعفاء للذہبیؒ، تقریب التہذیب لابن حجرؒ، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان، اور سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی وغیرہ [۱۷۱] کا مطالعہ مفید ہوگا۔

ایک دوسری حدیث اس طرح ہے:

"خُلِقْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُورٍ وَكُنَّا عَنْ يَمِينِ الْعَرْشِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ اللّٰهُ آدَمَ بِأَلْفَيْ عَامٍ ثُمَّ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ فَانْقَلَبْنَا فِي أَصْلَابِ الرِّجَالِ ثُمَّ جَعَلَنَا فِي صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ثُمَّ اشْتَقَّ أَسْمَاءَنَا مِنِ اسْمِهِ فَاللّٰهُ مَحْمُودٌ وَأَنَا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهُ الْأَعْلٰى وَعَلِيٌّ عَلِيٌّ"

اس کو امام ابن الجوزیؒ نے ابوذر کی حدیث سے بیان کیا ہے۔ علامہ ابنِ عراق الکنانیؒ فرماتے ہیں: "لیکن اس کی سند میں جعفر بن احمد بن علی بن بیان الغافقی موجود ہے" [۱۷۲] علامہ شوکانیؒ

---

[۱۷۱] تاریخ یحییٰ بن معین ج ۲ ص ۹۲ طبع مطبعۃ السعادۃ بمصر ۱۳۴۹ھ، سؤالات محمد بن عثمان ترجمہ ۵۹، التاریخ الکبیر للبخاری ج ۴ ص ۳۰۴، التاریخ الصغیر للبخاری ج ۲ ص ۱۳۴، مجمع الزوائد للہیثمی ج ۱ ص ۲۰۴، ج ۶ ص ۸۳، تحفۃ الاحوذی للمبارکفوری ج ۴ ص ۳۳۲، الضعفاء الکبیر للعقیلی ج ۲ ص ۲۱۰، الضعفاء والمتروکین للنسائی ترجمہ ۳۰۳، فہارس مجمع الزوائد للزغلول ج ۳ ص ۳۱۱، معرفۃ والتاریخ للبسوی ج ۳ ص ۶۳، الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ج ۲ ص ۴۳۷، مجروحین لابن حبان ج ۱ ص ۳۴۵، کامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۴ ترجمہ ۱۳۹۷، الضعفاء والمتروکین للدارقطنی ترجمہ ۲۹۶، میزان الاعتدال للذہبی ج ۲ ص ۳۱۸، المغنی فی الضعفاء للذہبی ج ۱ ص ۳۱۰، تقریب التہذیب لابن حجر ج ۱ ص ۳۶۹، مجموع فی الضعفاء والمتروکین للسیروان ص ۱۳۱، ۳۲۸ و سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۱۶ وغیرہ۔

[۱۷۲] تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق الکنانی ج ۱ ص ۳۵۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں: "یہ حدیث موضوع ہے، اسے جعفر بن احمد بن علی نے وضع کیا جو وضاع اور رافضی[۱۷۴] تھا" جعفر بن احمد بن علی بن بیان الغافقی کے متعلق علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں: "وہ احادیثِ موضوعہ بیان کرتا ہے۔ ہم اس کو احادیث وضع کرنے سے متہم کرتے ہیں۔ وہ رافضی بھی تھا" ابن یونسؒ کہتے ہیں: "وہ رافضی تھا اور احادیث وضع کرتا تھا" علامہ برہان الدین حلبیؒ، ابن عدیؒ، ابن عراق الکنانیؒ، اور شیخ محمد ناصر الدین الالبانی وغیرہ نے بھی جعفر کو "وضاع" اور "رافضی" قرار دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے میزان الاعتدال للذہبیؒ، کشف الحثیث للحلبیؒ، کامل فی الضعفاء لابن عدیؒ، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی[۱۷۴] وغیرہ کا مطالعہ مفید ہوگا۔

اس سلسلہ کی چند اور احادیث اس طرح ہیں:

"ذَكَرَ ابْنُ مَرْزُوقٍ وَعَنْقِيٌّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ آدَمَ بِأَرْبَعَةَ عَشَرَ أَلْفَ عَامٍ"[۱۷۵]

اور:

"إِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ مِنْ نُّوْرِ وَجْهِهِ قَبْضَةً وَنَظَرَ إِلَيْهَا فَعَرِقَتْ وَزَلَقَتْ فَخَلَقَ اللّٰهُ مِنْ كُلِّ نُقْطَةٍ نَبِيًّا وَإِنَّ الْقَبْضَةَ كَانَتْ هِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ كَانَ كَوْكَبًا دُرِّيًّا"[۱۷۶] وغیرہ!

علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں کہ "مذکورہ بالا حدیث یا اسی طرح کے اور بہت سے قصے مثلاً تمام عالم کی تخلیق اسی نورِ محمدیؐ سے ہوئی تھی ـــ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آباء (حضرت آدمؑ

---

[۱۷۳] الفوائد المجموعۃ للشوکانی ص ۳۴۲

[۱۷۴] میزان الاعتدال للذہبی ج ۱ ص ۴۰۴، کشف الحثیث للحلبی ص ۱۲۴، کامل فی الضعفاء لابن عدی ج ۲ ص ۵۶۱۸، تنزیۃ الشریعۃ المرفوعۃ لابن عراق ج ۱ ص ۴۵، وسلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ للالبانی ج ۱ ص ۲۸۲

[۱۷۵] المواہب اللدنیہ واحکام ابن القطان وکشف الخفاء للعجلونی ج ۱ ص ۳۱۱-۳۱۲ وج ۲ ص ۱۷۰

[۱۷۶] شرح المواہب اللدنیہ للزرقانی وکمانی الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۴۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی تخلیق سے قبل ہی موجود تھے ــــ یا آپؐ نے قرآن حضرت جبریلؑ کے لانے سے قبل ہی حفظ کر لیا تھا ــــ یا اسی قبیل کے دوسرے تمام امور ــــ حافظ ابو العباس احمد بن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں اور ابن کثیرؒ نے اپنی تاریخ میں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ یہ تمام چیزیں باتفاق جملہ اہلِ علم، مفتری کا کذب ہیں[177]۔"

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب دینِ اسلام میں "حقیقتِ محمدیؐ" یا "نورِ محمدیؐ" کی کوئی اصل نہیں ہے، پھر آخر عوام و خواص میں کس طرح اس فکر نے اس درجہ مقبولیت و شہرت حاصل کی؟ ــــ ہماری نظر میں اس کے کئی اسباب ممکن ہیں مثلاً:

۱۔ بہت سے اہلِ کتاب ایمان لانے کے بعد بھی اہلِ کتاب سے دنیا کی پیدائش اور متقدمین انبیاءؑ کے قصص نقل کیا کرتے تھے چنانچہ رفتہ رفتہ یہ تمام اسرائیلی روایات مسلمانوں میں شہرت اور مقبولیت پاتی چلی گئیں۔ افسوس تو اس بات پر ہے کہ بعد کے مفسرینِ قرآن اور بعض محدثین نے بھی انہیں اپنی تصانیف میں بلا تمیز و تحقیق جگہ دی اور پھر طرفہ یہ کہ ان کی حقیقت اور مقام و ماخذ کو بھی واضح نہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں آج امت کے بیشتر افراد کے نزدیک یہ تمام اسرائیلی خرافات گویا مسلّمہ طور پر جزوِ ایمان تصور کی جاتی لگی ہیں۔ فانا للہ! ــــ حالانکہ باتفاق علمائے اسلام، شریعت میں ان اسرائیلی روایات سے استدلال کرنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ ایسی روایات کو عموماً "اسرائیلیات" کا نام دیا جاتا ہے۔ فی الواقع حضرت آدم علیہ السلام کا پیدائش کے بعد عرشِ الٰہی یا بابِ جنت پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہوا دیکھنا، پھر بحقِ محمدی اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا سوال کرنا، کائنات کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے پیدا کیا جانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کا تمام اشیائے کائنات کی تخلیق سے ہزارہا سال قبل پیدا کیا جانا، یا اسی قسم کے اور بہت سے قصص، سب کے سب اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک حواری "برناباس" کی انجیل میں مذکور ہے:

"جب حضرت آدم علیہ السلام اچھل کر اپنے پیروں پر کھڑے ہو گئے تو انہوں نے ہوا میں ایک تحریر دیکھی جو سورج کی طرح چمک رہی تھی۔ وہ تحریر یہ تھی: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ[178]"

---

[177] شرح المواہب اللدنیہ للزرقانی وکما فی الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ ص ۴۳

[178] انجیل برناباس (انگریزی ترجمہ) ص ۵ طبع آکسفورڈ ۱۹۰۷ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور مقام پر تحریر ہے :

"جب میکائیل فرشتہ نے ان کو جنت سے باہر نکالا اور حضرت آدم ؑ نے پلٹ کر دیکھا تو جنت کے دروازہ پر " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ " لکھا ہوا پایا۔ الخ" [179]

ایک مقام پر مذکور ہے کہ :

"جب حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا : " اور وہ جسے تو نے لکھا ہوا دیکھا ہے وہ تیرا بیٹا ہے جو دنیا میں اب سے بہت سالوں بعد آئے گا اور میرا رسول ہو گا جس کے پیسے میں نے یہ تمام چیزیں پیدا کی ہیں الخ" [180]

آگے چل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مزید لکھا ہوا ہے کہ :

"جس کی روح تمام اشیائے کائنات کی تخلیق سے ساٹھ ہزار برس قبل ہی پیدا کردی گئی تھی۔ الخ !" [181]

۲۔ اگر "شیعیت" اور "تصوف" دونوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت پوشیدہ نہ رہ سکے گی کہ ان دونوں میں کئی لحاظ سے باہم اشتراک، یکسانیت، مماثلت اور ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ بالخصوص چور دروازوں سے دین میں شکوک وشبہات پیدا کرنے اور بین المسلمین انارکی، افتراق وانتشار، بدعقیدگی اور شرک وبدعات پھیلانے میں ایک کو دوسرے سے تعاون اور تقویت پہنچتی رہی ہے۔ شاید بعض قارئین کو، جن کی اپنی فکر آزاد نہیں ہے، میری اس بات سے اتفاق نہ ہو لیکن واقعہ یہی ہے !— اپنے قول کی تائید میں چند مشہور محققین کی آراء پیشِ خدمت ہیں :

ملا حیدر علی آملی (صاحبِ تفسیر بحر الابحار) فرماتے ہیں :

"تصوف طریقۂ مرتضوی است وتصوف وتشیع یک معنی دارد" [182] (یعنی تصوف طریقۂ مرتضوی

[179] انجیل برنا باس (انگریزی ترجمہ) صہ۵۴ طبع آکسفورڈ ۱۹۰۷ء

[180] ایضاً صہ۵۰

[181] ایضاً صہ۳۵ و ۵۰

[182] اصولِ تصوف مصنفہ ڈاکٹر احسان اللہ استخری صہ۲۰

 محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے اور تصوّف و شیعیت کے ایک ہی معنیٰ ہیں)

تہران یونیورسٹی کے پروفیسر سید حسین نصر فرماتے ہیں :

"اثنا عشری شیعیت میں مذہب کے ظاہری اور باطنی پہلوؤں کو بالخصوص اہمیت دی گئی ہے اور اس اعتبار سے وہ تصوّف کی ہمنوا ہے[۱۸۳]۔"

اور ڈاکٹر ذکی مبارک مصری فرماتے ہیں :

"وَالْوَاقِعُ اَنَّ الصِّلَةَ بَيْنَ التَّشَيُّعِ وَالتَّصَوُّفِ فَعَلِيٌّ هُوَ مَعْبُوْدُ الشِّيْعَةِ وَاِمَامُ الصُّوْفِيَّةِ[۱۸۴]" (یعنی واقعہ یہ ہے کہ تشیّع اور تصوف کو آپس میں جوڑنے والا رشتہ علیؓ کا ہے جو شیعہ کے معبود اور صوفیہ کے امام ہیں"

جب ہمارا مندرجہ بالا دعویٰ ثابت ہو چکا تو عین ممکن ہے کہ اس کا دوسرا سبب صوفیاء اور شیعہ حضرات ہی ہوں جنہوں نے عوام کی لاعلمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نہایت چابکدستی کے ساتھ منظم طور پر اس فکر کی تشہیر کی تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیؓ کو ربوبیت کی بعض صفات میں شریک کر کے سیدھے سادے مسلمانوں کو ضلالت کے دہانے پر لا کھڑا کریں۔ اگرچہ بعض محققین (مثلاً شیخ عبدالرحمان عبدالخالق حفظہ اللہ) نے اس فکر کو ابنِ عربی کی ایجاد بتایا ہے[۱۸۵] لیکن یہ ایک فاش علمی غلطی ہے۔ حقیقت وہی ہے جو ہم نے بیان کی — ہمارے اس دعویٰ کو یہ بات مزید تقویت پہنچاتی ہے کہ ہر دور کے شیعہ مبلّغین اور ہمارے صوفی مزاج علماء میں یہ فکر کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے اس کی متعدد مثالیں اوپر مضمون میں بیان کی جا چکی ہیں اور مزید چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

ڈاکٹر احسان اللہ استخری فرماتے ہیں :

"چنانچہ رسول فرمود انا وعلی من نور واحد[۱۸۶]۔"

---

[۱۸۳] "IDEALS AND REALITIES OF ISLAM" BY PROF. S-H-NASAR, PAGE:16

[۱۸۴] التصوف الاسلامی مصنفہ ڈاکٹر ذکی مبارک ج ۲ صہ ۲۳

[۱۸۵] الفکر الصوفی فی ضوء الکتاب والسنۃ صہ ۱۰۵-۱۲۲

[۱۸۶] اصولِ تصوف مصنفہ ڈاکٹر احسان اللہ صہ ۶۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں اور علیؓ ایک نور سے ہیں۔"

ایک فارسی شاعر نے اسی بات کو اپنے شعر میں یوں بیان کیا ہے:

علی و مصطفیٰؐ ہمچو دو دیدہ ! زیک نورِ جلیل اند آفریدہ

امام باطنیہ نزاریہ شہاب الدین شاہ ولد شاہ علی شاہ فرماتے ہیں:

"محمد و علی ہر دو یک نور بودند۔ . . . درمیان مردم بدو لباس جلوہ نمودند۔"[۱۸۷]

"محمدؐ اور علیؓ دونوں ایک ہی نور ہیں ..... اور انسانوں کے درمیان دو لباسوں میں جلوہ گر ہوئے ہیں"

اور تہران یونیورسٹی کے پروفیسر سید حسین نصر بیان کرتے ہیں:

"تصوف اور تشیع دونوں کی تعلیم یہ ہے کہ نورِ محمدیؐ آدمؑ سے لے کر ہر نبیؑ کی ذات میں موجود رہا ہے۔"[۱۸۸]

۳۔ تیسرا ممکن سبب یہ ہو سکتا ہے کہ جب مسلمان اپنی مذہبی تعلیمات سے رفتہ رفتہ دور ہوتے چلے گئے تو ان کے اندر دیگر تمام خرابیوں کے ساتھ ایک بڑی برائی یہ بھی در آئی کہ وہ امم سابقہ کی طرح اپنے نبیؐ اور اسلاف کی توقیر و تعظیم میں حد سے تجاوز کرنے لگے، حالانکہ اس غلو سے ان کو دور رہنے کی بارہا تاکید کی گئی تھی۔ اس غلو کی چند مثالیں اوپر بیان کی جا چکی ہیں، مزید مثالیں درج ذیل اشعار کی صورت میں پیش کی جاتی ہیں، تاکہ بخوبی اندازہ ہو جائے کہ "نورِ محمدیؐ" اور "حقیقتِ محمدیؐ" کے اس فتنہ نے کس کس طرح اسلام کی بیخ کنی کی ہے۔

ایک صوفی بزرگ خواجہ محمد یار صاحب (م ۱۳۶۷ھ) فرماتے ہیں:

یکے بینم خدا و مصطفیٰؐ را فاش میگویم کہ بیروں رفتہ ام از اقلیم فرق و امتیاز ایں جا[۱۸۹]

"خدا کہتے ہیں جس کو مصطفیٰؐ معلوم ہوتا ہے جسے کہتے ہیں بندہ، خود خدا معلوم ہوتا ہے"[۱۹۰]

[۱۸۷] رسالہ در حقیقت دین مصنفہ شہاب الدین شاہ ص۱۳ طبع بمبئی ۱۹۳۳ء

[۱۸۸] "IDEALS AND REALITIES OF ISLAM" BY PROF. S. H. NASAR, PAGE: 160

[۱۸۹] دیوانِ محمدی الموسوم بہ انوارِ فریدیہ حصہ فارسی ص۶۹

[۱۹۰] ایضاً حصہ اردو ص۱۰۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"احمد احد میں فرق نہیں اے محمدؐ   عشاق یار رکھتے ہیں ایماں نئے نئے"[191]
"گر محمدؐ نے محمدؐ کو خدا مان لیا   پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغا باز نہیں"[192]
"محمدؐ دی صورت ہے صورت خدا دی   میرے دل توں نقشہ مٹا کوئی نہیں سکدا"[193]
"فرید باصفا ہستی محمد مصطفیٰ ہستی   چہا گویم چہا ہستی خدا ہستی خدا ہستی"[194]
"بندگی سے آپؐ کی ہم کو خداوندی ملی   ہے خداوند جہاں بندہ رسول اللہ کا"[195]

مولانا احمد رضا خاں بریلوی مرحوم کے صاحبزادہ مولانا حامد رضا خانصاحب فرماتے ہیں :

ے "احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو   کن اور کن مکن حاصل ہے یا غوث"[196]

بعض صوفیاء نے "احد" اور "احمد" میں "میم" کا جو فرق ہے اُسے محض ایک مصلحتانہ حجاب قرار دیا ہے، چنانچہ علامہ اقبالؒ کی ایک مشہور نعت کا مطلع ہے (جو غالباً بعد میں حذف کر دیا گیا تھا) :

ے "نگاہِ عاشق دیکھ لیتی ہے پردۂ میم کو اٹھا کر
وہ بزم یثرب میں آ کے بیٹھیں ہزار منہ کو چھپا چھپا کر"

اسی بات کو صوفی خواجہ محمد یار صاحب اس طرح بیان کرتے ہیں :

ے "محمد مصطفیٰ محشر میں طٰہٰ بن کے نکلیں گے   اٹھا کر میم کا پردہ ہویدا بن کے نکلیں گے
حقیقت جن کی مشکل تھی تماشا بن کے نکلیں گے   جیسے کہتے ہیں بندہ "قُل ھُوَ اللّٰہ" بن کے نکلیں گے
بجاتے تھے جو اِنّی عَبْدُہٗ کی بنسری ہر دم   خدا کے عرش پر اِنّی اَنَا اللّٰہ بن کے نکلیں گے"[197]

یہاں مشہور صوفی بزرگ مولانا جلال الدین رومی کا ایک شعر نقل کرنا بھی بے محل نہ ہو گا، جس میں بقول ان کے تمام انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خود ہی اپنے محبوب احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ قرار دیا ہے۔ شعر یہ ہے :

۱۹۱ء دیوان محمدی الموسوم بہ انوارِ فرید حصہ اُردو ص ۱۰۴
۱۹۲ء ایضاً ص ۱۰۵
۱۹۴ء ایضاً حصہ ملتانی ص ۱۲۲
۱۹۵ ایضاً حصہ اُردو ص ۸۸
۱۹۶ء حدائقِ بخشش ج ۲ ص ۸
۱۹۷ء دیوانِ محمدیؐ (انوارِ فرید) ص ۱۰۳ حصہ اُردو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

؎ "بندہ خود خواند احمدؐ در رشاد ۔۔۔ جملہ عالم را بخواں "قل یا عباد"

اس شعر میں مولانا روم نے "عِبَادِیْ" کی ضمیر اللہ تعالیٰ کے بجائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھیر کر "حقیقتِ محمدیؐ" اور "وحدۃ الوجود" دونوں کی حقانیت کو ایک ساتھ ثابت کرنا چاہا ہے۔ یہی بات حاجی امداد اللہ مہاجر مکی مرحوم نے یوں فرمائی ہے:

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واصل بحق ہیں، عباد اللہ کو عبادِ رسول کہہ سکتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ"[198] مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔"[199]

مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم فرماتے ہیں:

"قرینہ بھی اسی معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے: "لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ"[200] اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا تو فرماتا "مِنْ رَّحْمَتِيْ" تاکہ مناسبت "عِبَادِيْ" کی ہوتی۔ الخ!"[201]

علامہ حافظ ابن تیمیہؒ نے "غلو" کو ہی "حقیقتِ محمدیہؐ" اور "نورِ محمدیؐ" کے باطل تصورات کی اصل جڑ قرار دیا ہے۔ چنانچہ اسی موضوع پر اپنے ایک فتویٰ میں تحریر فرماتے ہیں:

"ان سب باتوں کا حاصل کلام یہ ہے کہ یہ محض غلو ہے جو نصاریٰ کے غلو کی ہی جنس سے ہے۔ نصاریٰ بعض مخلوقات کو ربوبیت کی کچھ چیزوں میں شریک کر کے غلو کرتے ہیں، چنانچہ مردود اور غیر مقبول ٹھہرے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صحیح طور پر مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا: لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدٌ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ"[202] (میری مدح میں حد سے تجاوز نہ کرو جس طرح کہ نصاریٰ نے

---

[198] سورہ الزمر: ۵۳ (ترجمہ: "آپ کہہ دیجئے اے میرے بندو، جنہوں نے اپنے نفس پر (کفر و شرک کر کے) زیادتیاں کی ہیں!")۔ [199] امداد المشتاق مؤلفہ اشرف علی تھانوی ص ۹۳

[200] سورۃ الزمر: ۵۳ (ترجمہ: "تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو")

[201] امداد المشتاق مؤلفہ مولانا اشرف علی تھانوی ص ۹۳

[202] صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۶ ص ۴۷۸ و سنن الدارمی کتاب الرقاق باب ۶۸ و مسند احمد ج ۱ ص ۲۳، ۲۴، ۴۷، ۵۵، ۶۰۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسیٰ بن مریمؑ کی مدح میں حد سے تجاوز کیا۔ میں تو محض ایک بندہ ہوں پس مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسولؐ کہو) اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"یَآ اَھْلَ الْکِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَ کَلِمَتُہٗ ۚ اَلْقٰھَآ اِلٰی مَرْیَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْہُ ۫ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رُسُلِہٖ ۫ۚ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ ؕ اِنْتَھُوْا خَیْرًا لَّکُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰہُ اِلٰـہٌ وَّاحِدٌ۔" [۲۰۳]

"اے اہلِ کتاب تم اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی شان میں سوائے حق بات کے اور کچھ نہ کہو۔ مسیح عیسیٰ بن مریمؑ تو اور کچھ بھی نہیں، البتہ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ایک کلمہ ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے مریم تک پہنچایا تھا اور اللہ کی طرف سے ایک جان ہیں، سو اللہ پر اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لاؤ اور یوں مت کہو کہ تین ہیں، باز آجاؤ، تمہارے لیے یہ بہتر ہوگا، اللہ ہی تو اکیلا معبود ہے" [۲۰۴]

زیرِ نظر مضمون کو ہم شیخ الاسلام علامہ حافظ احمد بن عبدالحلیم ابنِ تیمیہؒ کے اسی فتویٰ کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ!

---

۲۰۳ سورۃ النساء: ۱۷۱

۲۰۴ مجموع فتاویٰ ابنِ تیمیہؒ ج ۱۱ ص ۹۸

قارئینِ کرام تصحیح فرمالیں

گزشتہ شمارہ جلد ۱۸، عدد ۵ کے آخری صفحہ پر دو مرتبہ (سطر ۱۳-۲۴ میں) لفظ "زہاب" آیا ہے جو غلط ہے۔ صحیح لفظ "ذہاب" ہے۔ معذرت کے ساتھ!

(ادارہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق و تنقید

مولانا عبدالرحمان کیلانی

(قسط ۲)

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر منکرینِ معجزات کے اعتراضات کا جائزہ

نکتہ ۶ مدینہ ہی مسجدِ اقصیٰ ہے :

بسلسلہ جنگِ بدر سورۃ الانفال میں مذکور "اَلْعُدْوَةُ الدُّنْيَا" اور "اَلْعُدْوَةُ الْقُصْوٰى" کے الفاظ کا سہارا لیتے ہوئے اثری صاحب نے فرمایا ہے کہ :

"بدر مکہ سے قصوٰی ہوا اور جب یہ قصوٰی ہے تو مدینہ بالاولیٰ قصوٰی ٹھہرا۔ اور اس کی مسجد (نبوی) اقصیٰ ہوئی۔ بلکہ وفاء الوفاء ج ا صـ۱۶ میں مطالع وغیرہ کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ مدینہ طیبہ کے ناموں میں سے ایک نام اس کا مسجدِ اقصیٰ بھی ہے۔" (ایضاً صـ۴۳)

صفحہ مذکور پر لفظِ قصوٰی کی وضاحت میں اثری صاحب نے درج ذیل حاشیہ بھی تحریر فرمایا ہے :

"عجیب بات ہے کہ جس اونٹنی پر رسول اللہ نے سفرِ ہجرت طے فرمایا، وہ مدینہ پہنچ کر مسجدِ نبوی کی جگہ بحکمِ خداوندی بیٹھ گئی۔ اور اس کا نام قصوٰی (قصواء) قرار پایا۔ اسی قصواء پر حضورؐ نے بڑے بڑے سفر طے فرمائے۔"

اس اصول کی رو سے ہمارے نزدیک "قصوٰی" اور "بالاولیٰ قصوٰی" کی مزید تشریح یوں چلتی ہے : بدر مکہ سے قصوٰی ہوا اور جب یہ قصوٰی ہے تو مدینہ بالاولیٰ قصوٰی ٹھہرا۔ اور بیت المقدس اس سے بھی زیادہ "بالاولیٰ قصوٰی" قرار پایا۔ کیونکہ بیت المقدس مدینہ سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی زیادہ دور ہے۔ گویا اس دلیل کی رو سے، کہ اگر مدینہ کی مسجد نبوی، مدینہ کے قصوٰی ہونے کی وجہ سے اقصیٰ ہے، تو بیت المقدس کی مسجد بالاولیٰ مسجد اقصیٰ قرار پاتی ہے، چنانچہ اثری صاحب کا یہ نکتہ بھی آپ کے خلاف ہی پڑتا ہے۔

اثری صاحب نے اسی مناسبت سے، کہ مدینہ قصوٰی ہے، رسول اللہ کی اونٹنی کو بھی قصوٰی (قصواء) قرار دے دیا۔ اب مدینہ تو "قصوٰی" اس لیے ہوا کہ وہ مکہ سے بہت دور ہے۔ اور رسول اللہ کی اونٹنی شاید اس لیے قصوٰی (قصواء) تھی کہ وہ بھی بہت دور کی اونٹنی تھی۔ یا وہ بہت دور دراز کے سفر کرتی تھی۔ مگر یہ بات بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ وہ تو نزدیک کے سفر بھی کرتی تھی۔ پھر یہ بات کیا ہوئی؟

اب جب ہم لغت دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ "قصیٰ" کا ایک معنیٰ "دور ہونا" ہے تو دوسرا معنیٰ "اونٹنی کے تھوڑے سے کان کترنا" بھی ہے۔ اور قصواء ایسی اونٹنی کو کہتے ہیں جس کے تھوڑے سے کان کاٹے گئے ہوں (منجد) رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اسی وجہ سے "قصوٰی" کہلاتی تھی۔ نہ اس لیے کہ مدینہ بھی "قصوٰی" اور آپ کی اونٹنی بھی "قصوٰی" (قصواء)۔

رہی یہ بات کہ وفاء الوفاء میں مدینہ طیبہ کا ایک نام مسجدِ اقصیٰ بھی ہے، تو اس بات کو جب اثری صاحب خود بھی تسلیم نہ کریں تو دوسرے کیونکر کر سکتے ہیں؟ اثری صاحب کے نزدیک مدینہ قصوٰی ہے اور اس کی مسجد، مسجد اقصیٰ۔ جبکہ صاحبِ وفاء الوفاء مدینہ کو ہی مسجدِ اقصیٰ قرار دے رہے ہیں۔

صاحبِ وفاء الوفاء سمہودی (م ۹۱۱ھ) دسویں صدی ہجری کے ایک مصنف ہیں جنہوں نے مدینہ منورہ کے ۹۴ نام لکھ مارے ہیں۔ اس سے "سمہودی" کی بے کار دماغ سوزی کا پتہ چلتا ہے مزید یہ کہ ان میں کچھ نام انتہائی مضحکہ خیز، زیادہ تر حرف بھرتی کا کام دیتے اور بے دلیل ہیں۔ مثلاً مدینہ کا ایک نام "تندد" ہے دوسرا "تندر" تیسرا "یندد" چوتھا "یندر"۔ یا مثلاً مدینہ کا ایک نام "البارہ" ہے دوسرا "البرہ" تیسرا "البحرہ" چوتھا "البحیرہ" پانچواں "البحیرۃ" وقس علیٰ ہذا! سمہودی صاحب کی بہرحال داد ہی دینا چاہیے کہ اس طرح انہوں نے ۹۴ تک کی گنتی پوری کر دی ہے۔ انہوں نے مدینہ کا ۷۷ واں نام "مسجدِ اقصیٰ" لکھا ہے۔ اور یہی وہ نام ہے جس کے متعلق اثری صاحب نے صرف درج ذیل پوری سطر درج فرمائی ہے:

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"السابع والسبعون "مسجد اقصٰی" نقله التادلی فی منسکه عن صاحب المطالع۔"

یہ صاحب مطالع کون تھا، تادلی کون ہے، کونسی کتاب میں یہ درج ہے، کتاب کا صفحہ نمبر کیا ہے؟؟ اس کی کچھ تحقیق نہیں کی جا سکتی۔ دسویں صدی ہجری کے اس مصنف نے مدینہ کا یہ نام ایسا لکھا ہے جس کا سراغ قرونِ اولیٰ کے تمام تر اسلامی لٹریچر میں کہیں ڈھونڈے سے بھی نہیں مل سکے گا۔ تو پھر اس کی اس بلاتحقیق عبارت کی قیمت کیا ہے؟ ایسے تو چودھویں صدی میں اثری صاحب اور پرویز صاحب بھی یہ فرما ہی رہے ہیں کہ مسجدِ اقصٰی سے مراد مسجدِ نبوی ہے پھر انہوں نے یہ کون سا تیر مار لیا ہے؟ — ہاں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ سمہودی صاحب ہمارے ان کرمفرماؤں سے اس لحاظ سے بازی لے گئے ہیں کہ مدینہ شہر کا نام مسجدِ اقصٰی بتلا کر یہ واضح کرنا چاہا ہے کہ کسی شہر یا بستی کا نام مسجد بھی ہو سکتا ہے۔

نکتہ ۷: مسجدِ نبوی کی جگہ:

اثری صاحب نے مزید فرمایا ہے کہ:

"صحیح بخاری پ ۱۵ ص ۴۷۶ میں ہے کہ مسجدِ نبوی جس جگہ تعمیر ہوئی اس جگہ پر آپؐ کی تشریف آوری سے پہلے مسجدِ نبوی کی جگہ میں اسعد بن زرارہ پنج وقتہ نماز پڑھتے اور پڑھایا کرتے بلکہ جمعہ بھی پڑھایا کرتے تھے۔ پھر جب رسول اللہ تشریف لائے تو آپؐ بھی وہاں نماز پڑھتے پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد اسعد کی کوششوں سے آپؐ نے وہاں پر مسجد تعمیر فرمائی، جو کہ مسجدِ نبوی کے نام سے موسوم ہے۔" (ایضاً ص ۴۳)

اس اقتباس میں جو بات اثری صاحب نے بخاری اور فتح الباری کے حوالہ سے کہی ہے وہ ایک حد تک ہی درست ہے۔ کہ یہ جگہ دراصل دو یتیم لڑکوں سہل اور سہیل کی ملکیت تھی۔ نیز یہ جگہ اصل میں "مِرْبَد لِلتَّمر" یعنی "کھجوریں خشک کرنے کا میدان" تھا۔ جیسے ہمارے ہاں چاول کی منڈی کے نزدیک دھان سکھانے کے لیے میدان بنائے جاتے ہیں۔ اور "مربد" بعض کے نزدیک اونٹوں اور بکریوں کے باڑہ کو بھی کہتے ہیں۔ (فتح الباری ج ۷، ص ۲۴۶ مطبوعہ دارالمعرفۃ۔ بیروت) اسی میدان کے کچھ حصہ میں مسلمان نماز بھی ادا کر لیا کرتے تھے۔ جب حضور اکرمؐ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریف لائے تو یہ سارے کا سارا میدان مسجد نبوی کے لیے خرید کیا گیا تھا۔

البتہ وفاء الوفاء کے حوالہ سے اثری صاحب نے جو یہ بات لکھی ہے کہ: "بلکہ سعد بن زرارہ نمازِ جمعہ بھی پڑھایا کرتے تھے" تو یہ بات قطعاً غلط بھی ہے اور مضحکہ خیز بھی۔ کیونکہ پہلا جمعہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ جا کر پڑھایا تھا۔ اس سے پہلے نمازِ جمعہ نہ فرض تھی، نہ کہیں پڑھی گئی، نہ ہی کسی نے پڑھائی۔ چنانچہ اس کتاب وفاء الوفاء کی درج ذیل عبارت ہمارے بیان کی تصدیق کرتی ہے:

"قِيلَ كَانَتْ هٰذِهٖ أَوَّلَ جُمُعَةٍ صَلَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ" (وفاء الوفاء ج ۱ ص ۲۵۶ مطبوعہ بیروت)

"کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا جمعہ تھا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں پڑھایا۔"

اس سلسلہ میں سیرت ابن ہشام کی روایت بھی ملاحظہ فرمائیے:

"رسول اللہ ﷺ کا جمعہ بنی سالم بن عوف میں ہوا۔ اور جمعہ کی نماز آپؐ نے اس مسجد میں ادا فرمائی جو وادی رانوناء کے درمیان ہے۔ جمعہ کی یہ پہلی نماز تھی جو مدینہ میں آپؐ نے ادا فرمائی۔" (ابن ہشام اردو ص ۴۴۲ ج ۱ مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور)

نکتہ ۸: "المسجد" سے کون سی مسجد مراد ہے؟

پرویز صاحب لکھتے ہیں کہ:

"اس کے بعد محترم مصنف (یعنی اثری صاحب) نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ سورۃ بنی اسرائیل میں جو آیا ہے کہ: "ولیدخلوا المسجد کما دخلوہ اول مرۃ" (۷/۱۷) تو اس میں المسجد سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے بدلائل و براہین واضح کیا ہے کہ اس سے مراد وہ مسجد اقصیٰ نہیں جس کا ذکر آیۂ اسرا میں آیا ہے۔ اس سے مراد مدینہ طیبہ ہی ہے۔ بیت المقدس والی مسجد کا نام مسجد اقصیٰ بعد میں رکھا گیا ہے۔" (الیضاً ص ۴۳)

اس اقتباس میں تضاد ملاحظہ فرمایا آپ نے! — اثری صاحب یہ اعتراف فرما رہے ہیں کہ جب آیۂ اسراء نازل ہوئی تو اس وقت بیت المقدس میں جو مسجد تھی اس کا نام مسجد اقصیٰ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا، تاہم یہ وہ مسجد نہیں جس کا ذکر "وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ" میں آیا ہے۔ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ" میں "المسجد" سے مراد "مدینہ طیبہ" ہی ہے۔ چنانچہ یہ اعتراف کرنے کے بعد کہ آیۂ اسراء کے نزول کے وقت مسجدِ اقصیٰ موجود تھی، یہ بیان بھی دے رہے ہیں کہ بیت المقدس والی مسجد کا نام مسجدِ اقصیٰ بعد میں رکھا گیا ہے ——— چہ خوب :

؎ بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ   کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی !

چنانچہ یہ وہ دلائل و براہین بھی ہیں جو پرویز ایسے مفسرِ قرآن کی نگاہوں میں بھی بچ گئے ہیں اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ اثری صاحب کا یہ دعویٰ کہ "وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ" میں "المسجد" سے مراد آیۂ اسراء والی مسجدِ اقصیٰ نہیں، بلکہ اس سے مدینہ طیبہ ہی مراد ہے" ——— تاریخی لحاظ سے کس حد تک درست ہے؟ اس تحقیق کے لیے پہلے آیاتِ متعلقہ ملاحظہ فرما لیجئے، جو یہ ہیں :

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ فِي الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِي الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِيْرًا ○ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا ○ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَاَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِيْرًا ○ اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۣ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ۭ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْۗءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ؀"

(بنی اسرائیل : ۴ تا ۷)

"اور ہم نے کتاب میں بنی اسرائیل سے کہہ دیا تھا کہ تم زمین میں دو دفعہ فساد مچاؤ گے اور بڑی سرکشی کرو گے۔ پس جب پہلے وعدے کا وقت آیا تو ہم نے اپنے سخت لڑائی لڑنے والے بندے تم پر مسلّط کر دیے جو شہروں کے اندر گھس گئے اور وہ وعدہ پورا ہو کر رہا۔ پھر ہم نے دوسری بار تم کو ان پر غلبہ دیا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد کی اور تم کو جماعتِ کثیر بنا دیا۔ اگر تم نیکوکاری کرو گے تو اپنی جانوں کے لیے کرو گے اور اگر اعمالِ بد کرو گے تو ان کا وبال

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی تمہاری ہی جانوں پر ہوگا۔ پھر جب دوسرے وعدے کا وقت آیا تو ہم نے پھر اپنے بندے بھیجے تاکہ تمہارے چہروں کو بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی دفعہ المسجد میں داخل ہو گئے تھے اسی طرح پھر اس میں داخل ہو جائیں اور جس چیز پر غلبہ پائیں اسے تباہ کر دیں۔"

گویا ان آیات کی رُو سے بنی اسرائیل پر دوبار جنگجو حملہ آوروں نے شدید حملہ کر کے انہیں تباہ و برباد کیا اور ہر دو بار "المسجد" یعنی مسجدِ اقصیٰ یا ہیکلِ سلیمانی میں داخل ہو کر اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔

اب اس بات کو تاریخی اعتبار سے بھی دیکھ لیں :

اگرچہ حضرت موسیٰؑ کی وفات کے بعد جلد ہی بنی اسرائیل کو فلسطین پر غلبہ حاصل ہو گیا تھا۔ تاہم اس سلطنت کے عروج کا زمانہ حضرت سلیمانؑ کا زمانہ ہے۔ اس کے بعد بنی اسرائیل پھر سے شرک و کفر اور بداخلاقیوں میں پڑ گئے، تو ان کی سلطنت میں زوال آنا شروع ہو گیا۔ حتیٰ کہ ۵۸۲ھ ق م میں بخت نصر شاہِ بابل نے سلطنتِ یہود پر حملہ کر کے اس کو تہ و بالا کر دیا۔ لاکھوں آدمی مارے گئے۔ بہت سے جلاوطن ہوئے اور بہت سوں کو وہ قید کر کے ساتھ لے گیا۔ یروشلم (بیت المقدس) اور مسجدِ اقصیٰ (ہیکلِ سلیمانی) کو بھی اس نے پیوندِ خاک بنا دیا۔ یہ تھی پہلی بار کی سلطنتِ یہود کی تباہی، جس کا ذکر قرآنِ کریم میں آیا ہے!

بعد ازاں چوتھی صدی ق م میں حضرت عزیر علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ جنہوں نے بنو اسرائیل کو متحد کیا اور دینِ موسوی کی تجدید کا کارنامہ سر انجام دیا۔ چنانچہ تقریباً ڈیڑھ صدی بعد معبدِ سلیمانی پھر سے آباد ہو گیا اور اس کی ازسرِ نو تعمیر بھی کی گئی۔ یہودیوں کی حکومت بھی ازسرِ نو مستحکم ہو گئی۔ لیکن جلد ہی یہ قوم پھر سے تفرقہ و انتشار کا شکار ہو گئی اور بداخلاقیوں میں پڑ گئی۔ بالآخر ۷۰ء میں رومی بادشاہ "ٹیٹس" (T I T U S) نے بزورِ شمشیر یروشلم کو فتح کر لیا۔ اس جنگ میں ایک لاکھ ۳۳ ہزار آدمی موت کے گھاٹ اتارے گئے اور ۶۷ ہزار غلام بنائے گئے۔ ہیکلِ سلیمانی کو اس دفعہ بھی مسمار کر کے پیوندِ خاک بنا دیا گیا۔ بعد ازاں دو ہزار سال تک یہود اس علاقہ پر قابض نہ ہو سکے۔ حال ہی میں یعنی بیسویں صدی عیسوی کے وسط میں امریکہ اور برطانیہ کی مدد سے یہودی اپنی آزاد ریاست اسرائیل بنانے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

یہ تھی بنی اسرائیل کی دوسری بار کی تباہی اور حملہ آوروں کا مسجدِ اقصیٰ کو دوسری بار تباہ و برباد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا قصہ۔ اور اسے بھی قرآنِ مجید نے بیان فرمایا ہے۔

اب اگر "وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ" میں "المسجد" سے مراد بیت المقدس والی مسجدِ اقصیٰ لی جائے، تو تاریخی حالات اس سے پوری طرح مطابقت کرتے ہیں۔ ورنہ اگر اثری صاحب کے بقول "المسجد" سے مراد "مدینہ منورہ" لیا جائے تو اس کی دوبار تباہی کرنے والے کون تھے؟ اور وہ کون لوگ تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ: "اِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا" —— اور وہ کونسی مسجد تھی جس میں حملہ آور دوبار داخل ہوئے اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی؟ —— ان سب باتوں کا جواب ادارہ طلوعِ اسلام کے ذمہ ہے!

اثری صاحب اور پرویز صاحب کے متفق علیہ نکات

اب ہم دو ایسے نکات بیان کریں گے جو ان دونوں حضرات کے درمیان مشترک ہیں۔ ان میں سے پہلا درج ذیل ہے:

مشترکہ نکتہ ۹ واقعہ اسراء دراصل واقعۂ ہجرت ہے:

ان دونوں حضرات کا یہ نظریہ ہے کہ واقعۂ اسراء دراصل واقعۂ ہجرت ہے۔ جو درج ذیل وجوہ کی بنا پر غلط ہے:

۱۔ مکی زندگی میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ۸۶ سورتیں نازل ہوئی تھیں اور مدنی زندگی میں ۲۸۔ ہجرت کے فوراً بعد یعنی مدنی زندگی کی ابتدا میں سب سے پہلی سورہ جو نازل ہوئی وہ سورۃ البقرہ ہے، جس کا ترتیبِ نزول کے لحاظ سے نمبر ۸۷ ہے۔ جبکہ آیۂ اسراء سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت ہے اور ترتیبِ نزول کے لحاظ سے اس سورہ کا نمبر ۵۰ ہے۔ اب سوال یہ ہے اگر واقعہ اسراء ہی واقعہ ہجرت ہے تو آیۂ اسراء والی یہ سورہ بنی اسرائیل آپ کی مکی زندگی کی آخری سورہ ہونی چاہیئے۔ جبکہ مدینہ میں سب سے پہلے نازل ہونے والی سورۃ البقرۃ کا نمبر ۸۷ ہے۔ تو پھر ۵۱ سے لے کر ۸۶ تک ۳۶ سورتیں آخر کس زمانہ میں اور کہاں نازل ہوئی تھیں؟ سورتوں کی ترتیبِ نزولی کے لحاظ سے زمانہ کا تعین اور اس کی صحت چونکہ تواتر سے ثابت ہے، لہٰذا ہم لا محالہ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ واقعۂ اسراء کو واقعہ ہجرت قرار دینا انتہائی بے ہودہ بات ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ قرآنِ مجید کے الفاظ ہیں: "سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا۔ الآیۃ!"۔ ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو راتوں رات سیر کرائی۔ یعنی واقعہ اسراء میں صرف ایک شخص کو لے جایا گیا۔ جبکہ ہجرت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی نہیں کی بلکہ مکہ کے تقریباً تمام مسلمانوں نے کی۔ انفراداً بھی اور اجتماعاً بھی! اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ہجرت کرنے والے اکیلے نہیں تھے، بلکہ آپؐ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ بھی تھے۔ اور یہ بات قرآنِ کریم کی درج ذیل آیت سے ثابت ہے:

"ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔ الآیۃ!" (التوبہ: ۴۰)

"اور جب دو میں کا دوسرا، جب وہ دونوں غارِ (ثور) میں تھے، اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا، غم نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے!"

پس اس لحاظ سے بھی واقعہ اسراء کو واقعۂ ہجرت قرار دینا باطل ہے۔

۳۔ واقعہ اسراء میں یہ صراحت ہے کہ "اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا" یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو راتوں رات (یا ایک رات یا کسی نہ کسی رات) سیر کرائی۔ گویا واقعہ اسراء کی مدت صرف ایک رات ہے۔ لیکن ہجرت میں مکہ سے قبا تک ۱۵ دن اور ۱۵ راتیں صرف ہوئیں اور مدینہ تک ۱۸ راتیں۔ چنانچہ واقعۂ اسراء صرف ایک رات کا قصہ ہے اور واقعۂ ہجرت ۱۸ راتوں کا۔ پھر واقعۂ اسراء "دراصل واقعۂ ہجرت" کیسے بن گیا؟

۴۔ اسراء کا واقعہ تو رات کو (لَيْلًا) وقوع پذیر ہوا تھا۔ لیکن ہجرت کے سفر کا آغاز رات کو نہیں بلکہ عین کڑکتی دوپہر کو ہوا۔ جبکہ گرمی کی وجہ سے لوگ گھروں سے باہر نہیں نکلتے اور باہر سناٹا سا چھا جاتا ہے۔ واقعۂ ہجرت کے آغاز کے وقت رات کا کوئی مسئلہ نہیں۔ اس سلسلہ میں بخاری، کتاب المناقب "باب ہجرۃ النبیؐ واصحابہ" میں حضرت عائشہ رضؓ کی درج ذیل روایت ملاحظہ فرمائیے:

"فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ اَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِاَبِيْ بَكْرٍ: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَاْتِيْنَا فِيْهَا فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ فِدَاءٌ لَهٗ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَاللّٰهِ مَا جَاءَ بِهٖ فِيْ هٰذِهٖ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ. قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ. فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ: إِنِّيْ قَدْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصَّحَابَةَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَعَمْ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَخُذْ بِأَبِيْ أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بِالثَّمَنِ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمْ سُفْرَةً فِيْ جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ قِطْعَةً مِّنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلٰى فَمِ الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتُ النِّطَاقِ. قَالَتْ: ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِغَارٍ فِيْ جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ»

"ایک دن ایسا ہوا کہ ہم کڑکتی دوپہر کے وقت ابوبکر رضؓ کے گھر میں بیٹھے تھے، اتنے میں ایک کہنے والے (عامر بن فہیرہ۔ حضرت ابوبکر رضؓ کے غلام) نے کہا "دیکھو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے سر چھپائے ہوئے اور ایسے وقت تشریف لائے جو آپ کے معمول کے خلاف ہے" ابوبکر رضؓ کہنے لگے "ان پر میرے ماں باپ قربان، آپ کا اس وقت تشریف لانا ضرور کسی اہم معاملہ میں ہے" حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آن پہنچے اور اندر آنے کی اجازت چاہی جو انہیں دے دی گئی۔ آپ داخل ہوئے تو ابوبکر رضؓ سے کہنے لگے "ذرا موجود لوگوں سے باہر جانے کو کہیے" حضرت ابوبکر رضؓ کہنے لگے "یا رسول اللہ، میرا باپ آپ پر صدقے، یہاں آپ کے گھر والے ہی تو ہیں" (کوئی غیر آدمی یہاں موجود نہیں) آپ نے فرمایا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی"۔ ابوبکرؓ کہنے لگے: "میرا باپ آپ پر صدقے، کیا میں بھی آپ کے ساتھ ہوں گا؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "ہاں" حضرت ابوبکر رضؓ کہنے لگے "تو ان دونوں اونٹنیوں میں سے جونسی آپ چاہیں لے لیجیئے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "ہاں، مگر قیمتاً لوں گا" حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں: اب ہم نے جلدی جلدی دونوں کے سفر کا سامان تیار کیا اور توشہ چمڑے کے ایک تھیلے میں رکھا۔ اب اسماءؓ (میری بہن) نے اپنا کمر بند پھاڑا اور اس کے ایک حصہ سے) تھیلے کا منہ باندھ دیا۔ اسی وجہ سے اسماءؓ کا لقب ذات النطاق (یا ذات النطاقین) پڑ گیا۔ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضؓ دونوں روانہ ہو کر اس غار میں چلے گئے۔ جو جبلِ ثور میں ہے۔ اس جگہ آپ دونوں تین راتیں چھپے رہے۔"

اور یہ جو مشہور ہے کہ آپؐ نے اپنی ہجرت کے سفر کا آغاز رات کو کیا۔ رات کو آپؐ نے اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو لٹا دیا۔ باہر آپؐ کو قتل کرنے کے ارادہ سے آئے ہوئے کفار نے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ آپ سورۂ یٰسین پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے اور ایک مٹھی ریت ان کفار کی طرف پھینکی جس سے وہ سب اندھے ہو گئے پھر آپؐ حضرت ابوبکرؓ کے گھر آئے تو یہ روایت سخت غیر معتبر ہے۔ اس روایت کا درج ذیل حصہ ملاحظہ فرمایئے:

"راوی نے کہا، جب رات کا اندھیرا ہوا تو قریش کے منتخب جوان آپؐ کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انتظار کرنے لگے کہ آپؐ سو جائیں تو حملہ کریں۔ رسولؐ اللہ نے انہیں دیکھا تو حضرت علیؓ سے فرمایا، تم میرے بستر پر لیٹ جاؤ اور میری سبز حضرمی چادر اوڑھ لو۔ اسی حالت میں رسولؐ اللہ باہر نکلے۔ ایک مٹھی بھر خاک ان کی طرف پھینکی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائیاں چھین لیں۔ آپؐ ان کے سروں پر خاک ڈالتے جاتے اور سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیات "فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ" تک پڑھ رہے تھے۔ تلاوت سے فارغ ہونے تک کوئی شخص بھی باقی نہ رہا۔ جس کے سر پر آپؐ نے خاک نہ ڈالی ہو۔ آپؐ نکل گئے تو ایک شخص آکر کہنے لگا تم کس چیز کا انتظار کر رہے ہو؟ محمدؐ تو تمہارے سامنے سے نکل گئے اور تمہارے سروں پر خاک ڈال کر نکلے ہیں۔ ہر شخص نے اپنے سر پر ہاتھ رکھا تو دیکھا کہ اس پر خاک پڑی ہوئی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ابنِ ہشام ج ا ص ۵۳ تا ۵۳۲ ملخصاً۔ ترجمہ اردو)

سو یہ ہے وہ روایت جس کی بنا پر یہ بات مشہور ہو گئی کہ آپؐ نے ہجرت کے سفر کا آغاز رات کو کیا تھا۔ یہ روایت جیسی معتبر ہو سکتی ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اس روایت میں حقیقت صرف اتنی ہے کہ قریش نے فی الواقعہ آپؐ کو اور آپؐ کی تحریک کو ختم کرنے کا دارالندوہ میں مشورہ کیا تھا۔ قید، جلا وطنی اور قتل سب پہلو سامنے آئے، بالآخر قتل پر اتفاق ہو گیا۔ اور وہ یوں کہ ہر قبیلہ کا ایک ایک آدمی اس واردات میں شریک ہو۔ رات کو آپؐ کے گھر کا محاصرہ کیا جائے۔ صبح جب نکلیں تو آپؐ پر سب یکبارگی حملہ کر دیں اور یہ قصہ ختم کر دیں۔ اس طرح بنو ہاشم قصاص وغیرہ کا مطالبہ بھی نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ جس رات ان کفار نے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کرنا تھا، اس کی اطلاع بذریعہ وحی آپؐ کو ہو گئی۔ آپؐ کو ہجرت کی اجازت بھی مل گئی۔ لیکن آپؐ رات سے پہلے ہی دوپہر کے سناٹے میں چھپتے چھپاتے حضرت ابوبکرؓ کے گھر پہنچے اور نہایت رازداری سے اس سفر کا آغاز کڑکتی دوپہر میں کیا۔ ایک دوسری روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپؐ اور حضرت ابوبکرؓ، ابوبکرؓ کے گھر کی پچھلی کھڑکی کی طرف سے نکلے تھے۔ اور یہ سب کچھ ازراہِ رازداری تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کے گھر آنے سے پیشتر آپؐ نے حضرت علیؓ کو بھی اپنے روانہ ہونے کی اطلاع کر دی تھی۔ اور کہا کہ رات میرے بستر پر سو جائیں۔ تاکہ کفار کم از کم کل صبح تک ہماری روانگی کی طرف سے غافل رہیں۔ آپؐ نے حضرت علیؓ کو یہ بھی تاکید فرمائی تھی کہ مدینہ آنے سے پیشتر لوگوں کو وہ امانتیں پہنچا دیں، جو کفار نے حضورِ اکرمؐ کے پاس رکھی تھیں۔ آپؐ کی اس تدبیر کا نتیجہ واقعی یہی نکلا کہ دوسرے دن کی صبح تک کفار کو آپؐ کی روانگی کا علم نہ ہو سکا۔ پھر جب کفار کو اس بات کا علم ہوا، تو غیظ و غضب سے دیوانے ہو گئے۔ اور آپؐ کی تلاش کی مہم کا آغاز کیا۔

لطف کی بات یہ ہے کہ آگے چل کر خود ابنِ ہشام نے بھی "سفرِ ہجرت" کے عنوان کے تحت بخاری کی مذکورہ بالا حدیث درج کر کے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ آپؐ کی ہجرت کے سفر کا آغاز فی الواقعہ دوپہر کو ہوا تھا۔ (ایضاً ص ۵۳۴-۵۳۵)

اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ ہجرت کے سفر کا آغاز تو دوپہر کو ہوا تھا اور اسراء رات کو ہوا تھا۔ تو پھر اسراء کے واقعہ کو ہجرت کا واقعہ کیسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

(جاری ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Regd. No. L : 7895 Phone : 852897

Monthly 'MUHADDIS' Lahore

★ عناد اور تعصّب قوم کے لیے زہرِ ہلاہل کی حیثیت رکھتے ہیں ——— لیکن تعصّبات سے بالاتر رہ کر افہام و تفہیم اُمّت کے لیے رحمت کا باعث ہے۔

★ علومِ جدیدہ سے ناواقفیّت اور انکار، انسانی ارتقا کو تسلیم کرنے میں بخل کا درجہ رکھتے ہیں ——— لیکن قدیم علوم اسلامیہ کو فرسودہ قرار دینا اور مذہبی روایات کے حاملین کو دقیانوس بتانا اُمّت کی تباہی کا سبب ہے۔

★ غیر مذاہب کے بارے میں معاندانہ رویہ اختیار کرنا اسلامی اقدار کے منافی ہے ——— لیکن دینِ اسلام پر غیر مذاہب کے حملوں کا دفاع نہ کرنا اور اسلام کی تبلیغ کا فریضہ سر انجام نہ دینا، حمیّت دینی اور غیرتِ اسلامی سے یکسر انحراف ہے۔

★ تبلیغِ دین اور نشر و اشاعتِ اسلام میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کر دینا مصالحِ دینیّہ کے خلاف ہے ——— لیکن حرام و حلال کے امتیاز میں رواداری برتنا اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر دینا اسلامی رُوح کو کمزور کر دینے کے مترادف ہے۔

★ آئین و سیاست سے بیگانہ ہو کر عبادت کے لیے گوشہ نشین ہو جانا زندگی سے فرار ہے ——— لیکن

ع جُدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

★ جاہل کو دور ہی سے سلام کر دینا عبادِ صالحین کے اوصاف میں داخل ہے ——— لیکن جاہلیّت کو مٹانا اور باطل کا تعاقب کرنا عین جہاد ہے۔

◎

اگر آپ ایسا منصفانہ اور معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو:

مُحدّث

کا مطالعہ فرمایئے۔ آپ اس کو ان جملہ صفات و محاسن سے مزیّن پائیں گے ان شاء اللہ۔ کیونکہ اس کے مضامین اسی مخصوص طرزِ فکر کے حامل ہوتے ہیں۔

زرِ سالانہ ۵۰ روپے

فی پرچہ ۵/- روپے

ISLAMIC RESEARCH COUNCIL : 99 (J) MODEL TOWN, LAHORE-14

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ